رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۳۵

قادیان

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت ششماہی اندرون ہند ۶ٰ عہ

قیمت ششماہی بیرون ہند لعہ

نمبر ۱۵۳	مطابق یکم مئی سنہ ۱۹۳۵ء	یوم چہارشنبہ	مورخہ ۲۷ محرم سنہ ۱۳۵۴ھ	جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ اپریل۔ نظارت امور عامہ نے آج حسب ذیل اعلان مقامی جماعت کی اطلاع کے لئے بورڈ پر چسپاں کیا:۔

سُنا گیا ہے۔ کہ گزشتہ شب جو جلسہ ہندوؤں اور سکھوں اور احراریوں نے قادیان میں کیا اس میں بعض احمدی افراد بھی شامل ہوئے۔ اور یہ کہ دُشمن نے کوشش کی۔ کہ فساد کرا کر اس کی ذمہ واری احمدی افراد پر ڈالی جائے۔ نیز چونکہ ایسے جلسوں میں ہمیشہ اشتعال انگیز اور توہین آمیز تقریریں کی جایا کرتی ہیں۔ اس لئے آئندہ کے لئے ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ قادیان میں جو بھی جلسے غیروں کی طرف سے ہوں۔ ان میں احمدیوں کو ہرگز شامل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ بجز ان شخصوں کے جن کو مقامی انجمن بطور رپورٹر نامزد کرے۔ لہٰذا آئندہ جو احمدی ان ہدایت کی خلاف ورزی کریں گے۔ ان کے خلاف سخت نوٹس لیا جائے گا۔

۲۹ اپریل۔ خان بہادر غلام محمد خان صاحب پنشنر کی لڑکی عقیلہ بیگم صاحبہ کا رخصتانہ ہوا۔ اس تقریب میں بہت سے اصحاب شریک ہوئے۔ اور دُعا کی۔

افسوس۔ بابو محمد سعید صاحب قادیان کی لڑکی حسینہ بیگم صاحبہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۲۶ اپریل فوت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بابو صاحب موصوف کے کئی بچے قبل ازیں خوردسالی میں فوت ہو چکے ہیں۔ احباب والدین کے لئے صبر جمیل۔ اور باعمر اولاد کے لئے دُعا کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر میں مسیح موعود کے دفن ہونے کا مفہوم

(فرمودہ یکم مئی سنہ ۱۹۰۳ء)

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ مسیح موعود کی قبر میری قبر میں ہوگی۔ اس پر ہم نے سوچا۔ کہ یہ کیا سر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہر ایک قسم کی دُوری اور دوئی کو دُور کرتا ہے۔ اور اس سے اپنے اور مسیح موعود کے وجود میں ایک اتحاد کا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور ظاہر کر دیا ہے۔ کہ کوئی شخص باہر سے آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ مسیح موعود کا آنا گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا آنا ہے۔ جو بروزی رنگ رکھتا ہے۔ اگر کوئی اور شخص آتا تو اس سے دوئی لازم آتی۔ اور عزت نبوی کے تقاضے کے خلاف ہوتا۔

اگر کوئی غیر شخص آ جائے۔ تو غیرت ہوتی ہے۔ لیکن جب وُہ خود ہی آ گئے۔ تو پھر غیرت کیسی؟

یہی حالت مسیح موعود کی آمد کی ہے۔ وُہ کوئی غیر نہیں۔ اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جُدا ہے۔ اور کسی نئی تعلیم یا شریعت کو لے کر آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا بروز۔ اور آپ کی ہی آمد ہے۔ جس وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے آنے سے کوئی غیرت دامن گیر نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کو اپنے ساتھ ملایا ہے۔ اور یہی سر ہے آپ کے اس ارشاد میں۔ کہ وُہ میری قبر میں دفن کیا جائے گا۔"

(الحکم ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۳ء)

لدھیانہ میں احراریوں کی انتہائی دل آزار اور شرمناک حرکت

جماعت احمدیہ لدھیانہ کی صدائے احتجاج

لدھیانہ ۲۹ اپریل۔ کل بوقت شام مسجد احمدیہ متصل کیپٹی باغ میں جماعت احمدیہ لدھیانہ کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

۲۸ اپریل کو احراریوں نے ایک نہایت ہی مذموم اور قابل نفرین حرکت کا ارتکاب کیا۔ انہوں نے دو گدھوں پر دو نوجوانوں کو سوار کرکے بازار میں ان کا جلوس نکالا۔ ان کے گلوں میں جوتیوں کا ہار تھا۔ مونہہ کالا کیا ہوا تھا۔ اور ان کے سر پہ کاغذی ٹوپیوں پر مرزا قادیانی کے الفاظ لکھے تھے۔

(۲) ایک احمدی بچے کو پُر امن طریق پر اشتہار تقسیم کرنے سے روکا۔ اور پکڑ کر کوتوالی لے گئے۔ جماعت احمدیہ کا یہ غیر معمولی اجلاس احرار کی ان کمینہ حرکات کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ ہم برطانوی عدل و انصاف سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ احرار کی ان شرارتوں کے انسداد کے لئے فوری کارروائی کرے۔

(۳) قرار پایا کہ ان ریزولیوشنز کی نقول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز قادیان۔ مقامی حکام اور پریس کو بھیجی جائیں۔ اور انسپکٹر جنرل اور گورنمنٹ پنجاب کو بذریعہ تار اطلاع دی جائے۔

خاکسار سید محمد عبدالرحیم سیکرٹری انجمن احمدیہ۔
محلہ صوفیاں۔ لدھیانہ

۲۶ مئی ۱۹۳۵ء اور تحریک جدید

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۵ء میں ارشاد فرمایا ہے۔ ہر جگہ کی احمدی جماعتیں جلسے کریں۔ اور ان امور پر لیکچر دیئے جائیں۔ جو تحریک جدید میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس دن مرد بھی جمع ہوں۔ اور عورتیں بھی۔ اور تحریک جدید کے ہر حصہ پر تقریریں کی جائیں۔ لہذا ہر ایک احمدی سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس دن اس جلسہ میں شامل ہوگا۔ اور اپنے آپ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مطالبات کے مطابق (جن کو ٹریکٹ کی صورت میں دفتر تحریک جدید نے شائع کردیا ہے۔ اور اسی دفتر سے مفت مل سکتے ہیں) اپنی زندگی بنانے کی کوشش کریگا۔

انچارج تحریک جدید۔ قادیان

احمدیہ ٹیریٹوریل کمپنی

۱۶ مئی کو قادیان میں بھرتی ہوگی۔ تمام احمدی جماعتوں کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ ۱۶ مئی کو کمانڈنگ افسر ۱۱/۱۵ پنجاب رجمنٹ قادیان رکیروٹ بھرتی کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ بھرتی ۱۶ تاریخ کو قبل دوپہر ہوگی۔ بھرتی ہونے کی شرائط حسب ذیل ہیں۔

(۱) درخواست کنندہ احمدی ہو۔
(۲) عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو۔
(۳) چھاتی کم از کم ۳۲ انچ ہو۔ اور پھیلانے سے کم از کم ۳۴ انچ ہو جائے۔
(۴) وزن ۱۲۰ پونڈ سے کم نہ ہو۔ یعنی ایک من بیس سیر سے وزن کم نہ ہو۔
(۵) ان شرائط کے علاوہ عام صحت کی حالت اچھی ہونی ضروری ہے۔
(۶) پڑھے ہوئے جوانوں کو انتخاب میں ترجیح دی جائے گی۔ لیکن ان پڑھ بھی بھرتی ہو سکتا ہے۔

ضلع گورداسپور، لاہور اور امرتسر کی جماعتیں خاص طور پر توجہ کریں۔ سیالکوٹ کے ضلع کے نوجوانوں کو قادیان آنے کی ضرورت نہیں۔ سیالکوٹ کے احمدی نوجوان ۲۲ مئی کو سیالکوٹ میں ہی پیش ہوں گے۔ امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ سے بھرتی کی جگہ دریافت کی جا سکتی ہے۔

مرزا شریف احمد

شمہ از سرگذشت احرار

از جناب میاں محمد احمد صاحب مظہر بی۔ اے آنرز ایل۔ ایل۔ بی کپورتھلہ

(۲)

بگو احسن سخن برفشانم ہے | بداں را بدریا رسانم ہے
غیوری برد موکشانم ہے | صبوری بگیرد عنانم ہے

ادب گویدم خوئے تسلیم کش
بماند ہماں نالہ ام نیم کش

چو بینی اصول و قوانین شاں | ہمانا نہ از صدق یابی نشاں
شکم پروری آمد آئین شاں | دروغے فروخت در دین شاں

ہے ہر دم از غیب آید ندا
کہ احرار دا ایماں کجا تا کجا

بہ پست و بلند و نشیب و فراز | نہ ہر دو نمودن در فتنہ باز
گہے کانگرس را بہ بردن نماز | بکشمیر بودن گہے چارہ ساز

بہر کار و بار دلیل و نہار
ہماں شیوۂ ما نہامین قمار

ہمہ کار شاں کار دیوانگاں | ز فتنہ رہے چوف زانگاں
ز تبلیغ اسلام بیگانگاں | بتشنیع زر و سیم پروانگاں

مریدان درگاہ خیر الانام
مریدان مبلغ علیہ السلام

خانصاحب چوہدری نعمت خانصاحب سشن جج کا گوجرانوالہ سے تبادلہ

گوجرانوالہ ۳۰ اپریل ایک سال سے کم عرصہ ہوا ہے۔ کہ آپ گوجرانوالہ میں جالندھر سے تبدیل ہو کر بحیثیت سینئر سب جج تشریف لائے۔ اس عرصہ میں آپ کو قائم مقام سشن جج مقرر کیا گیا۔ پھر آپ نے کچھ عرصہ بطور اڈیشنل سشن جج کام کیا۔ اب آپ تبدیل ہو کر مستقل سشن جج کی حیثیت سے فیروز پور تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں آپ ۲ مئی کو چارج لیں گے۔ جب تبدیلی کے احکام صادر ہوئے۔ تو شہر کے رؤساء اور وکلاء صاحبان نے اس کو غیر معمولی طور پر محسوس کیا۔ آپ ۳۰ اپریل صبح کو چھ بجے کی گاڑی سے اپنے وطن تشریف لے گئے۔ باوجود عدم اطلاع ہونے کے پھر بھی ایک کثیر تعداد معززین شہر کی جن میں مسلمان ہندو سکھ صاحبان سب شامل تھے آپ کو الوداع کہنے کے لئے ریلوے سٹیشن پر موجود تھے۔ کچہری کے وکلاء اور اہلکار صاحبان میں سے بھی

ضروری اطلاع

ایک گذشتہ پرچہ میں ملک نادر خاں صاحب کی اہلیہ صاحبہ کے فوت ہونے کی اطلاع شائع کی گئی ہے۔ یہ ملک صاحب منشی سب انسپکٹر پولیس از بنوں نہیں بلکہ ملک نادر خان صاحب نائب تحصیلدار ہیں جو کہ آجکل رخصت پر قادیان میں رہائش رکھتے ہیں۔

نیشنل لیگ لاہور کی قراردادیں

ضلع گورداسپور کے بعض افسروں کے تبادلہ کا مطالبہ

لاہور ۲۶ اپریل آج بعد نماز جمعہ احمدیہ مسجد بیرون دہلی دروازہ میں نیشنل لیگ لاہور کے زیر اہتمام جماعت احمدیہ کا ایک عام اجلاس باستثناء ملازمان سرکار زیر صدارت چوہدری اسد اللہ خانصاحب بیرسٹر ایٹ لاء منعقد ہوا۔ جس میں ذیل کے ریزولیوشنز باتفاق آراء پاس ہوئے (۱) نیشنل لیگ لاہور کا یہ اجلاس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور۔ علاقہ مجسٹریٹ چوہدری حسین علی و خوشحال سنگھ ہیڈ کانسٹیبل متعین قادیان کے رویہ کو جماعت احمدیہ کے متعلق معاندانہ تصور کرتے ہوئے اس کے خلاف اظہار احتجاج کرتا ہے۔ (۲) یہ اجلاس حکومت پنجاب سے پُر زور درخواست کرتا ہے کہ وہ مذکورہ بالا ہر سہ افراد کو اس ضلع سے تبدیل کرکے ان کی بجائے منصف مزاج اور غیر جانبدار افسران کا تقرر عمل میں لائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
Digitized by Khilafat Library Rabwah
قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ محرم ۱۳۵۴ھ

تاجِ برطانیہ سے احراریوں کی وفاداری کا تازہ ثبوت

ملک معظم کی سلور جوبلی سے علیحدگی کا اعلان

تاجِ برطانیہ سے احراریوں نے اپنی محبت اور وفاداری کا تازہ ثبوت یہ پیش کیا ہے۔ کہ ملک معظم کی سلور جوبلی کا جو ہر لحاظ سے تمدنی مسرت کی تقریب ہے۔ بائیکاٹ کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور مسلمانوں کو تحریک کی جا رہی ہے۔ کہ وہ اس میں حصہ نہ لیں۔ چونکہ کانگریس شروع سے ہی اس تقریب سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر چکی تھی اور کانگریس کے پیروکار چاہتے تھے۔ کہ اس بارے میں بھی کانگریس کی امداد کریں۔ یعنی مسلمانوں کو علیحدگی اختیار کرنے کی تحریک کریں۔ اس کے لئے وہ کسی بہانہ کی تلاش میں ہی تھے۔ کہ بدقسمتی سے کراچی کا حادثہ رونما ہو گیا۔ اور انہیں ایک بات ہاتھ آگئی۔ جس کی بنا پر انہوں نے جوبلی کے خلاف پراپیگنڈا شروع کر دیا۔ اس کے بعد مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کے مقدمہ کے فیصلہ کو انہوں نے آڑ بنا لیا۔

چنانچہ اب ان دونوں باتوں کو پیش کر کے احراری اخبارات یہ پراپیگنڈا کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو سلور جوبلی میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ "زمیندار" نے یہ تحریک بعنوان "آٹھ کروڑ مسلمانوں کی صفِ ماتم" حسب ذیل الفاظ میں کی ہے۔

"شہداء کراچی کی خاک و خون میں تڑپتی ہوئی لاشوں۔ اعضاء بریدہ مجروحین کی دردناک چیخوں۔ یتیموں اور بیواؤں کے جگر دوز نالوں کا دردناک منظر ایک ایسا دل ہلا دینے والا واقعہ ہے۔ جس نے ہندوستان کی اسلامی دنیا کو ماتمکدہ بنا دیا ہے۔ حکومت بمبئی کے سرکاری اعلان نے ہمیں مجبور کر دیا ہے۔ کہ ہم صفِ ماتم بچھائے رکھیں۔ یہ صف اس وقت تک نہیں ہٹے گی جب تک حکومت شہداء اور مجروحین کے متعلق آٹھ کروڑ مسلمانوں کے جائز مطالبہ کو جس کی تفصیل اسلامی اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ پورا نہیں کرے گی۔ ہم اس وقت سوگ میں ہیں۔ ہمارے دل خون ہو رہے ہیں ایسی حالت میں جو لوگ ہم سے سلور جوبلی میں شریک ہونے اور اظہار مسرت کے لئے چراغاں کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ وہ گویا ہمارے زخموں پر دیدہ دانستہ نمک پاشی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے۔ کہ کراچی کے خونچکاں حادثہ کا داغ مسلمانوں کے سینوں سے بلا مٹ جائے گا۔ تو وہ غلطی پر ہے۔ حکومت بمبئی کے سرکاری اعلان کی بدولت یہ داغ ہمیشہ تازہ رہے گا۔ جس کی ٹیس نے فرزندانِ توحید کو بے چین کر رکھا ہے۔"

مقتولین و مجروحین کراچی کی سوگواری کا اعلان خواہ کیسے ہی الفاظ میں کیا جائے۔ سوال صرف یہ ہے۔ کہ ان کے متعلق کسی قسم کی ہمدردی کی ضرورت بھی سمجھی گئی ہے۔ یا صفِ ماتم بچھا کر رونا پیٹنا ہی کافی سمجھ لیا گیا ہے۔ اور وہ بھی صرف لفظی حد تک۔ کیا احراری بتا سکتے ہیں۔ کہ حادثہ کراچی کے یتیموں اور بیواؤں کے جگر دوز نالوں کا ان پر کیا اثر ہوا ہے۔ اور وہ ہزارہا روپیہ جو لوگوں سے وصول کر رہے ہیں اس میں کس قدر انہوں نے کراچی کے یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کیا ہے۔ اور کتنی رقم احرار کے لیڈروں نے اپنی جیب سے دی ہے۔ اگر اس وقت تک ایک پھوٹی کوڑی بھی وہ نہیں دے سکے تو پھر کس طرح سمجھ لیا جائے۔ کہ وہ سوگ میں ہیں ان کے دل خون ہو رہے ہیں۔ اور کسی خوشی کی تقریب میں شریک ہونا ان کے لئے ممکن نہیں؟

علاوہ ازیں احراری صرف سلور جوبلی کی تقریب میں ہی شریک ہونے کے ناقابل ہیں۔ پالیسی اور رنگ کی خوشی میں بھی وہ شریک نہیں ہو سکتے۔ ماتم اور سوگ کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ کسی خوشی میں بھی شرکت نہ اختیار کی جائے۔ اور نہ خوشی منانے کی کوئی صورت پیدا کی جائے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ احراریوں نے حال ہی میں اپنی لدھیانہ تبلیغ کانفرنس کے صدر منتخب کا جلوس جس رنگ میں نکالا۔ اور جسے عظیم الشان قرار دیا ہے۔ وہ ان کے سوگ اور ماتم کا نشان تھا یا خوشی اور مسرت کی تقریب۔ اس جلوس کی جو روئداد اخبار "احسان" (۲۹ اپریل) میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے چند فقرات حسب ذیل ہیں:-

"احرار تبلیغ کانفرنس کے سلسلہ میں گذشتہ شام بیس ہزار مسلمانوں کا ایک میل لمبا جلوس نکالا گیا۔"

"صدر منتخب۔ اور آپ کی جماعت کا بڈھا دریا کے پل پر خواجہ محمد یوسف ایم۔ ایل۔ سی صدر جدید لدھیانہ۔ مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار ہند اور ہزارہا مسلمانوں نے شاندار استقبال کیا۔"

"شہر کو خاص طور پر سجایا گیا تھا۔ اور جلوس کے راستہ میں دروازے بنائے گئے تھے۔ موٹو آویزاں تھے۔ مکانوں اور دوکانوں پر سے عورتیں پھولوں کی بارش کر رہی تھیں جب صدر کی موٹر حاجی خواجہ محمد اعظم صدر مجلس استقبالیہ کے در دولت پر پہونچی۔ تو چاندی کے سکے نچھاور کئے گئے۔"

"جلوس کے اگلے حصہ میں اونٹ۔ اور گھوڑوں پر سوار اور رضاکار تھے۔"

کیا کوئی معمولی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ شان و شوکت۔ یہ کروفر یہ نمائش و نمود کرنے والے وہ لوگ تھے۔ جو بقول خود صفِ ماتم بچھائے بیٹھے ہیں۔ اس سے تو ظاہر ہے۔ کہ احراریوں کے دلوں میں ملک معظم کی اتنی بھی قدر و قیمت نہیں۔ جتنی آلو بہار کے سجادہ نشین کی ہے۔ وہ اس کے لئے تو ممکن سے ممکن شان و شوکت کے سامان مہیا کر لیتے اور انتہائی خوشی منا سکتے ہیں۔ لیکن جوبلی کی تقریب میں شامل نہیں ہو سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ احراری گورنمنٹ انگریزی سے بغض و عداوت میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ ملک معظم کی ذات کے متعلق بھی افسوسناک رویہ اختیار کرنے سے باز نہیں رہ سکے۔

زمینی اور آسمانی آفات کی طرف اشارہ

احراری چونکہ نہ صرف احمدیوں کے متعلق نہایت مجرمانہ ارادے رکھتے ہیں۔ بلکہ جگہ جگہ ان کو عمل میں بھی لا رہے ہیں۔ اس لئے ان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آفت پڑتی ہے اسے احمدیوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں حال میں مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری جب جماعت احمدیہ کے خلاف آگ برساتے ہوئے لدھیانہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور راستہ میں جالندھر ٹھہر کر احمدیت کے خلاف اگلنے لگے۔ تو شہد کی مکھیوں نے حملہ کر کے مجمع کو جو بالفاظ "احسان" ۱۵ ہزار کا تھا۔ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ شاہ صاحب کو چونکہ بھاری بھر کم ہونے کی وجہ سے بھاگنے کا موقعہ نہ ملا۔ اس لئے بالفاظ "احسان" "آپ کا چہرہ ڈسنے کی زد کا جگہ بن گیا" جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ "شاہ صاحب قبلہ کا چہرہ متورم اور زنگارے کی طرح سرخ ہو گیا" اور "حالت قدرے تشویشناک" ہو گئی۔ غرض شاہ صاحب احمدیت کے خلاف جب جالندھر میں جو کچھ کہنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ ان کے دل میں ہی رہ گیا۔ اس واقعہ کے متعلق احراری اخبارات میں جو خبریں شائع ہوئی ہیں۔ ان میں شہد کے چھتے کو کنکر مار کر چھیڑنے کا الزام کسی احمدی پر لگایا گیا ہے۔ جو صریح کذب بیانی ہے جبکہ یہ پندرہ ہزار کا اجتماع عین دوپہر کو ہوا۔ اور شہد کی مکھیوں کا چھتہ بخاری صاحب کے سر کے اوپر تھا۔ تو کیا اس وقت تمام مجمع کے دیدے چوپٹ ہو گئے تھے کہ کوئی بھی اس احمدی کو نہ دیکھ سکا جس نے چھتہ کو کنکر مارا۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ اسے اسی وقت گرفتار نہ کر لیا گیا۔ اور جب کسی نے کسی احمدی کو کنکر مارتے دیکھا ہی نہیں۔ تو پھر یہ الزام لگانے کا کیا مطلب؟ یہ ہے ان لوگوں کی دیانت اور شرافت کا حال اور یہ ہے ان کا دین و ایمان جس کے بل بوتے پر وہ جماعت احمدیہ کو اسلام سے خارج کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں گورداسپور میں لیڈر پر سانپ کا نکلنا اور جالندھر میں شہد کی مکھیوں کا حملہ کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ یہ لوگ فتنہ و شرارت اور ظلم و جور میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں۔ کہ زمینی اور آسمانی آفات کے مورد بن سکتے ہیں۔ پس امن پسند فطرت اصحاب کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور مظالم میں ان کے ساتھ شریک نہیں رہنا چاہیئے۔

رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنیوالوں کے متعلق اسلامی تعلیم

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور ہتک کرنے سے باز نہیں آنا چاہتے۔ اور دوسری طرف وُہ یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان اس عہد پر قائم رہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنے والے کو قتل کر دینے کا ہر مسلمان کو حق حاصل ہے۔ اور وُہ اس پر عمل کرتے رہیں۔ تو یہ ان کی مرضی۔ مگر انہیں یہ حق نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں کے اس طریق عمل کو اسلام کی طرف منسوب کریں۔ اسلام کی صحیح تعلیم یہی ہے۔ کہ ہر مجرم کو سزا دینا حکومت کا کام ہے

"الفضل" کی آواز کو بے اثر ثابت کرنے کیلئے "آریہ مسافر" کی مذموم روش

آریوں کی فطرت مذہبی تعصب اور اس کینہ کی وجہ سے جو انہیں مسلمانوں کے ساتھ ہے کچھ اس طرح مسخ ہو چکی ہے۔ کہ وہ اس بات کو سننے کی بھی تاب نہیں رکھتے۔ جو خاص ان کی بھلائی اور بہبود کو مد نظر رکھکر کہی جائے۔ اور اس پر بھی بے جا نکتہ چینی اور لغو حاشیہ آرائی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ لوگ جو اخبارات کا باقاعدہ مطالعہ رکھتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ پچھلے دنوں جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے دو آریوں کو پے در پے قتل کیا گیا۔ اور مسلمان لیڈروں اور مسلمان اخبارات نے یہ لکھا۔ کہ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ اس لئے قتل کرنے والے غازی ہیں۔ اور انہوں نے اپنا مذہبی فرض ادا کیا۔ تو "الفضل" ہی وہ اخبار ہے۔ جس نے یہ آواز اٹھائی کہ اسلام کے متعلق اس قسم کا خیال اس کے روشن اور نورانی چہرہ پر بدنما دھبہ ہے۔ اسلام انفرادی طور پر کسی شخص کو یہ حق نہیں دیتا۔ کہ وہ بطور خود جس کے متعلق اس کا جی چاہے۔ یہ فیصلہ کرکے کہ وہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والا ہے۔ اسے قتل کر دے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے۔ تو وہ قاتل سمجھا جائیگا یہ صرف حکومت کا کام ہے۔ کہ وہ ایسے بدزبان اور بدگو کے متعلق قانونی لحاظ سے مواخذہ کرے۔ اور اسے سزا دے۔ لیکن چونکہ آریہ اپنی تنگدلی کی وجہ سے سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کہ کوئی مذہب اس قدر رواداری کی تعلیم دے سکتا ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے اسے بے اثر بنانے کے لئے ہمارے متعلق لکھا گیا۔

"جس فعل کو آپ آج قابل جرم سمجھکر دوسرے مسلمانوں کو ملعون کر رہے ہیں۔ اس کی بنیاد ڈالنے والے آپ کے ہی پیر و مرشد قادیانی پیغمبر خاتم الخلفاء و رحمۃ للعالمین تو نہیں ہیں کیا شہید اکبر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر کے لئے بھی فتوے اسی بناء پر لگا کر آپ کے سلطان القلم نے مشتعل نہیں کیا تھا۔ کیا ان کا یہ شعر کہ ؎

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغِ برّانِ محمّد

اس شق کے اندر تو داخل نہیں ہوتا جس کو آپ قابل مواخذہ سمجھتے ہیں"

پھر لکھا ہے "کیا اس وقت پنڈت لیکھرام جی کے شہید کر دینے سے حضرت رسول کریم کی توہین کرنے والوں کا خاتمہ ہو سکتا تھا۔ اور آج کسی کو قتل کر دینے سے نہ تو یہ خرابت دور ہو سکتی ہے۔ اور نہ ایسے لوگوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے" (آریہ مسافر ۲۸ اپریل)

گویا آریہ مسافر کے نزدیک "الفضل" کی نصیحت بالکل عبث ہے۔ کیونکہ پنڈت لیکھرام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کے جرم میں احمدیوں میں سے کسی نے قتل کیا تھا۔

ہم آریوں کے اس بے بنیاد الزام کی بارہا تردید کر چکے ہیں۔ اور اب پھر کہتے ہیں۔ کہ پنڈت لیکھرام کو قطعاً کسی احمدی نے قتل نہیں کیا۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ لیکھرام کو کسی احمدی نے قتل کیا تو ہم یقیناً اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرینگے۔ اُسے مجرم سمجھیں گے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک یہ اصل ہر حال میں درست ہے۔ کہ کسی فرد کو قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہئے۔ ہمارے نزدیک پنڈت لیکھرام کا قاتل کوئی انسان نہیں بلکہ فرشتہ تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ باوجود ہزارہا کوششوں کے اس کا سُراغ نہیں مل سکا۔ پس جب ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اُسے کسی انسان نے قتل نہیں کیا۔ تو پھر یہ کہنا کہ ہمارے نزدیک بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو قتل کی سزا دینا ہر شخص کا حق ہے عدو رحم کی نافہمی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

آریہ صاحبان اگر ایک طرف رسول کریم

ایک مشہور عالم سوسائٹی ٹاک اینچ کی طرف سے شکریہ کا خط

علامہ مولوی عبد القادر صاحب ایم۔ اے کے نام

ایک گزشتہ پرچہ میں ذکر آ چکا ہے۔ کہ علامہ مولوی عبد القادر صاحب ایم۔ اے نے اعلیٰ طبقہ کے یورپینز کی ایک مشہور سوسائٹی میں فضیلتِ اسلام پر نہایت کامیاب لیکچر دیا۔ اس سوسائٹی کی طرف سے مولانا موصوف کو جو شکریہ کا خط موصول ہوا۔ اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

۲۶ ماہ حال کو آپ نے ہمارے کلب میں از راہِ نوازش جو لیکچر دیا۔ اس کے لئے میں سوسائٹی کی طرف سے آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ تقریب نہایت ہی دلچسپ تھی۔ اور آپ کے لیکچر سے ہم نے اسلام کے متعلق اس قدر معلومات حاصل کیں۔ جو اپنے طور پر کئی سال میں بھی حاصل نہ کر سکتے۔

ایبٹ آباد میں احمدیوں کے خلاف سراسر جھوٹا پراپیگنڈا

ذمہ دار حکام سے فوری مداخلت کی استدعا

۲۶ اپریل انجمن احمدیہ ایبٹ آباد کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر حسب ذیل ریزولیوشن پاس کئے گئے (۱) ملا محمد اسحاق امام مسجد ایبٹ آباد نے ایک شخص سکندر نامی کے قاضی محمد یوسف صاحب احمدی کے متعلق جھوٹے بیان پر بے بنیاد پراپیگنڈا جماعت احمدیہ کے خلاف شروع کر رکھا ہے۔ حالانکہ جناب قاضی صاحب الفضل میں اس بیہودہ سرائی کی تردید بھی کر چکے ہیں۔ یہ جلسہ اس پراپیگنڈا کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ (۲) ملا محمد اسحاق کا رویہ جماعت احمدیہ کے متعلق ہمیشہ سے سخت معاندانہ رہا ہے۔ بالخصوص اس موقعہ پر تو یہ انتہائی اشتعال انگیزی سے کام لے رہا ہے اور ایک سیاہ جبہ پہنکر اور ایک ہجوم کو ساتھ لیکر اس نے ڈپٹی کمشنر ہزارہ سے درخواست کی ہے۔ کہ جناب قاضی صاحب کا داخلہ ضلع ہزارہ میں بند کر دیا جائے۔ یہ سب کچھ جاہل عوام کو بھڑکانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ تا ملک معظم کی رعایا کے دو طبقات میں فساد کرا دیا جائے۔ اور قاضی محمد یوسف صاحب کو بالخصوص اور دوسرے احمدیوں کو بالعموم نقصان پہونچایا جائے۔

یہ امر نہایت ہی افسوسناک ہے۔ کہ جمعہ کی نماز کے معاً بعد اس قدر ہجوم کے جمع کرنے پر ذمہ دار حکام نے اس ملا کے خلاف جس کے جھوٹے پراپیگنڈا کی وجہ سے یہ مشتعل ہجوم اکٹھا ہوا تھا۔ اور جو اس ملا کی طرف سے ادنیٰ اشارہ ہونیکی صورت میں احمدیوں کو قتل یا شدید زخمی کرنے کیلئے بالکل تیار تھا۔ کوئی نوٹس نہیں لیا۔ لہٰذا یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ حکام سے درخواست کی جائے۔ کہ اس قسم کی خطرناک سرگرمیوں کو روکنے کا انتظام جلد از جلد کریں (۳) قرار پایا۔ کہ مندرجہ بالا قراردادوں کی نقول چیف سیکرٹری صاحب

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احراریوں کی مسلمانوں کو تباہ کرنیوالی حرکات

جماعت احمدیہ کے متعلق سر مرزا ظفر علی صاحب کا اپنی سابقہ تحریروں کے خلاف اعلان

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جب کبھی

قوم کے بُرے دن

آتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑے لوگوں کی سمجھ مار دیتا ہے۔ اور وہ ایسی حرکات کرنے لگ جاتے ہیں۔ جو خود ان کی تباہی کا موجب ہو جاتی ہیں یا ان کی قوم کے لئے مہلک ثابت ہوتی ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ پچھلے ایام سے

مسلمانوں میں سے ایک حصہ

کے سرداروں کی یہی حالت ہو رہی ہے۔ جن یہ جانتا ہوں۔ کہ وہ سب مسلمانوں کے سردار نہیں اور نہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا زیادہ زور پنجاب میں ہے یا پنجاب کے قریب کے علاقوں میں۔ باقی سارا ہندوستان ان کے

زہریلے اثرات

سے پاک اور بہت حد تک بچا ہوا ہے۔ پھر پنجاب اور اس کے گرد و نواح کے سب مسلمان ان سے متاثر نہیں۔ بلکہ زیادہ تر شہری حصہ متاثر ہے اور شہروں میں سے بھی لاہور۔ اور امرتسر کا وہ طبقہ متاثر ہے۔ جو متواتر لڑائیوں اور جھگڑوں کی وجہ سے

فتنہ و فساد کا عادی

ہو چکا ہے۔

انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ جو کام وہ ایک دو دفعہ کرے۔ اس کی توجہ بار بار اسی کی طرف لوٹتی ہے۔ اس وجہ سے وہ لوگ جو لڑائی جھگڑے کی عادت ڈال لیں۔ جلدی غصے میں آ جاتے۔ اور فتنہ و فساد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

چونکہ پچھلے ایام میں سیاسی اختلاف کی وجہ سے چند شہروں کے لوگوں میں بے چینی پیدا ہو گئی تھی۔ اور ان کے قلوب کا اطمینان جاتا رہا تھا۔ اس سے ان شہروں کے باشندوں کا ایک حصہ خواہ وہ مسلمانوں پر مشتمل ہو۔ یا ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں پر۔ اپنا

دماغی توازن

کھو چکا ہے۔ اور وہ ذرا ذرا سی بات پر جوش میں آ جاتا۔ اور ایسے کاموں کا اقدام کر لیتا ہے جو خود ان کے لئے بھی مضر ہوتے ہیں۔ چونکہ شہر عام طور پر دُوسروں کے لئے نمونہ سمجھے جاتے ہیں اس لئے ان کا اثر بطور

صدائے بازگشت
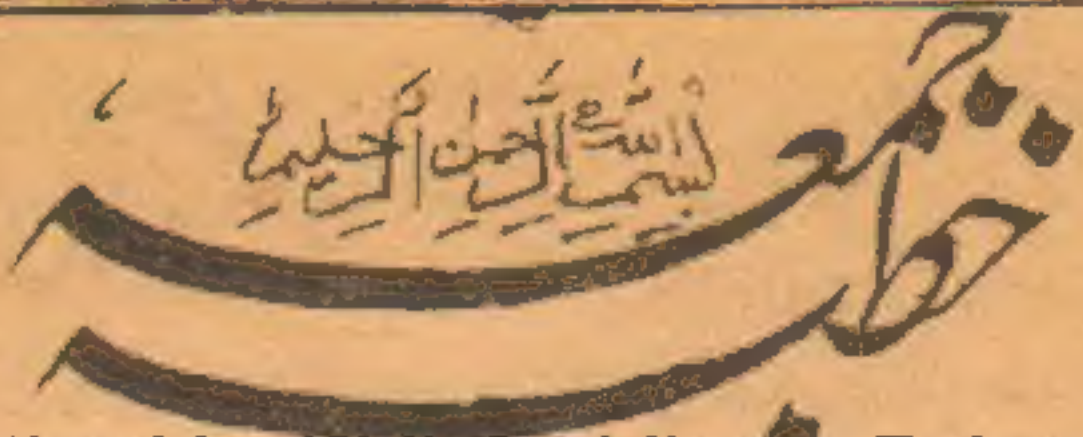
چھوٹے شہروں اور قصبات پر بھی پڑتا ہے مگر اس کی حدت اور تیزی چند شہروں میں ہی پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ لاہور ہے۔ امرتسر ہے سیالکوٹ ہے۔ گوجرانوالہ ہے۔ لدھیانہ ہے بٹالہ ہے۔ بقیہ شہروں میں اس وقت وہ بات نظر نہیں آتی۔ جو ان میں پائی جاتی ہے سیالکوٹ کی حالت بھی اب ویسی نہیں رہی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں کا وہ طبقہ جو جلدی پریشان ہو جاتا۔ یا دوسروں کو پریشان کرنے کا عادی ہے یا تو اپنی غلطی کو سمجھ گیا ہے یا تھک کر آرام کر رہا ہے۔ جس گروہ کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ اس سے

احرار کا گروہ

مراد ہے۔ اور موجودہ فتنہ سے مراد ان کی وہ تحریکات ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے متعلق وہ کچھ عرصہ سے کر رہے ہیں۔ وہ تحریکات مسلمانوں کے لحاظ سے اتنی

خطرناک اور نقصان دہ

ہیں۔ کہ بعض دفعہ یقین ہی نہیں آتا۔ کہ وہ خود اس کے بانی ہوں۔ بعض دفعہ خیال آتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ ان کے پیچھے

کوئی اور محرک

ہو۔ شاید بعض ایسی جماعتیں اس تحریک کی محرک ہوں۔ جو جماعت احمدیہ کو اپنے رستہ میں حائل سمجھتی ہیں۔ اور خیال کرتی ہیں۔ کہ اس جماعت کی وجہ سے ان کا

مسلمانوں پر حملہ

کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پس بعض دفعہ خیال آتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ ایسی جماعتوں نے ان کو اپنا آلۂ کار بنا لیا ہو۔ مگر چونکہ اس کا کوئی

بدیہی ثبوت

نہیں ملتا۔ اس لئے عقل پلٹ کھا کر اسی بات کی طرف آ جاتی ہے۔ کہ ان کی عقلیں ہی ماری گئی ہیں اور وہ مسلمانوں کے فوائد کو نہیں سمجھتے۔

پچھلے دنوں سے متواتر یہ تحریک کی جا رہی ہے۔ اور یہاں جو احرار کانفرنس ہوئی تھی اس میں بھی کہا گیا تھا۔ کہ احمدیوں کو مسلمانوں میں شمار نہ کیا جائے۔ بلکہ انہیں مسلمانوں میں سے نکال دیا جائے۔ اور غیر مسلم تصور کیا جائے۔ یہ سوال موجودہ زمانہ میں جبکہ مسلمان پہلے ہی ہندوستان میں اقلیت میں ہیں۔ اور جبکہ ان کی حالت خطرناک ہو رہی ہے کیسی

عقلمندی اور دانش کا نتیجہ

نہیں کہلا سکتا۔

چند سال ہوئے۔ ایک دفعہ پٹنہ میں مسلمانوں کی میٹنگ ہوئی۔ اور اس میں اسی موضوع پر گفتگو شروع ہو گئی

مولانا محمد علی صاحب

جو علی برادرز میں سے تھے۔ اور اب فوت ہو چکے ہیں۔ اس جلسہ کے صدر تھے۔ بہار کے ایک مولوی صاحب نے اس ذکر کے دوران میں کہ ہندوؤں کو سکھوں سے زیادہ طاقت مل رہی ہے۔ کیونکہ وہ اقلیت میں ہو کر حکومت سے زیادہ حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تمسخر کے طور پر کہہ دیا۔ کہ اس کا علاج آسان ہے۔ ہم بھی احمدیوں کو

عام مسلمانوں سے الگ

کر دیں۔ اور انہیں کہیں۔ کہ وہ حکومت سے زیادہ حقوق کا مطالبہ کریں۔ اس پر مولانا محمد علی صاحب نے جو اس جلسہ کے صدر تھے۔ بڑی سختی سے ان مولوی صاحب کو ڈانٹا۔ اور کہا۔ کیا تم اسلام کے دوست ہو۔ یا دشمن؟ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ مسلمانوں میں پہلے ہی کافی تفرقہ ہے تم چاہتے ہو۔ کہ ان میں

اور زیادہ تفرقہ

پیدا کر دو۔ مگر وہاں صدر مولانا محمد علی صاحب تھے اور صوبہ بہار تھا۔ اور اب جو سوال پیش ہوتا ہے۔ وہ پنجاب میں پیش ہے۔ اور سوال اٹھانے والے مولوی ظفر علی صاحب چوہدری افضل حق صاحب۔ مولوی حبیب الرحمن صاحب اور سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری جیسے انسان ہیں۔ یہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ اس طرح ہمیں نقصان پہونچا رہے ہیں۔ حالانکہ ہمیں نقصان کس طرح پہونچ سکتا ہے؟

کہا جاتا ہے۔ ہم چھپن ہزار ہیں۔ اور اگر ہم اس وقت بھی

چھپن ہزار

نہیں تھے۔ جبکہ مردم شماری ہوئی۔ اور اب تو مردم شماری پر بھی قریباً پانچ سال گزر چکے ہیں۔ اگر اس وقت ہماری تعداد

ایک لاکھ

بھی سمجھ لی جائے۔ تب بھی حکومت کو ایک نمائندہ ہمارا ضرور لینا پڑے گا۔ کیونکہ اقلیتوں کو ان کی نسبت سے زیادہ حقوق دیئے جاتے ہیں۔

پس اگر ہماری جماعت کو ایک نمائندگی مل جائے۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اس لحاظ سے

مسلمانوں کی ایک ممبری کم ہو جائیگی

اگر مسلمانوں کی ایک ممبری اس طرح عام کانسٹی چیوانسی (Constituency) سے کم کر دی جائے۔ تو امکان ہے۔ کہ خاص حالات کے پیدا ہونے پر جیسے نامزدگیاں وغیرہ ہوتی ہیں۔ ایک اور احمدی بھی ممبر بن جائے۔ مسلمانوں کی کل ممبریاں اسمبلی میں ۸۹ سمجھی جاتی ہیں اگر ۸۹ میں سے دو نکال دیجائیں۔ تو مسلمانوں کی ممبریاں ۸۷ رہ جاتی ہیں۔ جو کہ

کل ۱۷۵ ممبر یاں

ہونگی۔ اس لئے ۱۰۰ کے مقابلہ میں ۷۵ مسلمانوں کی ممبریاں رہ جائینگی۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ ہمیں اپنے میں سے نکال کر اپنے آپ کو اقلیت بناتے اور اپنے

قومی فوائد کو خطرناک نقصان

پہنچاتے ہیں۔ لیکن کسی نے کہا ہے سے

ایاز قدر خود بشناس

یہ مسلمانوں کے نمائندے ہی کب بنے ہیں۔ اور کب انہیں کسی نے اختیار دیا ہے۔ کہ جن کے متعلق ان کا جی چاہے۔ انہیں مسلمانوں میں سے خارج قرار دے دیں۔ پنجاب میں مسلمانوں کا بیشتر حصہ ایسا ہے۔ جو ان لوگوں کی رائے کو اتنی وقعت دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ جتنی وقعت ایک معمولی عقل و سمجھ رکھنے والے انسان کی بات کو دی جاتی ہے۔ منہ سے یہ کہدینا کہ ہم

آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندے

ہیں۔ بالکل آسان ہے مگر یہ تو بتائیں۔ کہ ان میں سے کتنے آدمیوں نے اس اعلان کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ جو حال ہی میں احمدیوں اور احراریوں کے متعلق بعض معززین کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اسمبلی کے ۱۰۰ نمائندوں نے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ

مسلمانوں کے ۱/۴ حصہ نے

اس اعلان میں حصہ لیا ہے ممکن ہے۔ اگر مزید موقع ملتا۔ تو اور ممبر بھی اس اعلان میں شامل ہوجاتے کونسل آف سٹیٹ کے ممبر بھی شریک ہیں۔ اسمبلی کے قریباً تمام سندھی نمائندوں نے اس اعلان پر دستخط کئے ہیں۔ اور اس طرح سندھ کا سارا صوبہ نکل جاتا ہے۔ پھر بہار کے اکثر نمائندوں نے اس پر دستخط کئے ہیں پس صوبہ بہار بھی نکل گیا۔ اسی طرح بنگال کے بھی اکثر نمائندوں نے اس پر دستخط کئے ہیں پس صوبہ بنگال بھی آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے نکل گیا۔

پنجاب کے ممبران

کی بھی ایک معقول تعداد نے اس پر دستخط کئے ہیں۔ پس وہ تعداد بھی ان مسلمانانِ ہند میں سے نکل گئی۔ جن کی نمائندگی کا احرار کو دعویٰ ہے۔ بنگال میں مسلمان تین کروڑ کے قریب ہیں۔ بہار میں شاید تیس لاکھ کے قریب ہیں

پنجاب کا تہائی حصہ

لے لیا جائے۔ تو چالیس لاکھ یہ بن جاتا ہے پھر سندھ کے تیس لاکھ مسلمان لے لئے جائیں تو نصف کے قریب مسلمانوں کی تعداد ایسی نکل جاتی ہے۔ جو

احرار کی ہمنوا

نہیں۔ بلکہ ان کے خلاف ہے۔ پس تین چار کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندے جب اپنے دستخطوں سے ان میں سے نکل گئے۔ تو پھر یہ نمائندے کس کے ہیں؟ باقی چار کروڑ جو ہیں۔ ان کے متعلق بھی یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ کہ احراری ان کے نمائندہ ہیں۔ آخر ملک نے جن بہترین دماغوں کو اپنا نمائندہ چن کر بھیجا ہے۔ انہی کی رائے کو وقعت دی جا سکتی ہے۔ نہ کہ ان کی رائے کو جن کی نمائندگی کے دعویٰ کو کوئی تسلیم کرنے کے لئے تیار ہی نہیں۔ غرض آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے جن کی نمائندگی کا احرار کو دعوےٰ ہے۔ قریباً نصف ملک کے نمائندوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ ان فسادات کو

نفرت کی نگاہ

سے دیکھتے ہیں۔ جو احرار نے پیدا کر رکھے ہیں پس جب چار کروڑ مسلمانوں کے نمائندے اعلان کرتے ہیں۔ کہ وہ احرار کی فتنہ پردازیوں سے بیزار ہیں۔ اور چار کروڑ خاموش ہیں۔ تو پھر انہیں چودہری کس نے بنایا ہے یہ آپ ہی آپ آٹھ کروڑ مسلمانوں کے نمائندہ بنے پھرتے ہیں۔ آٹھ کروڑ تو الگ رہے یہ پنجاب کے سارے مسلمانوں کا ہی اپنے آپ کو نمائندہ ثابت کر دکھائیں۔ تو بات ہے۔

چودہری ظفر اللہ خانصاحب

کے اعزاز میں پچھلے دنوں لاہور میں جو دعوت دی گئی۔ اس میں پنجاب کے نمائندگان کا ۸۰ فیصدی حصہ شامل تھا۔ گویا پنجاب کے ۸۰ فیصدی لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ احرار محض فتنہ برپا کر رہے ہیں۔ اس کے سوا ان کی اور کوئی غرض نہیں۔ آج تو یہ لوگ کہدینگے کہ

چودہری اسد اللہ خانصاحب

ایک قانونی سوال کی وجہ سے رہ گئے۔ مگر حلقہ سیالکوٹ کو ہی لے لو۔ جب چودہری ظفر اللہ خان صاحب

پنجاب کونسل کے ممبر

منتخب ہونے والے تھے۔ تو احرار نے کتنا زور لگایا تھا۔ کہ کسی اور کو ان کے مقابل پر کھڑا کر دیں۔ مگر انہیں کوئی شخص نہ ملا۔ اگر وہ آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندہ تھے تو اس وقت چودہری صاحب

بلامقابلہ منتخب

کس طرح ہو گئے۔ اسی طرح پچھلے دنوں جب الیکشن ہوا۔ تو اس میں مولوی مظہر علی صاحب بھی کھڑے ہوئے۔ اور شیخ عطا محمد صاحب بھی ہماری جماعت شیخ عطا محمد صاحب کی تائید میں تھی۔ اس وقت احرار کے نمائندوں نے شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے ذریعہ ہم سے خواہش کی۔ کہ ہمارے ووٹ انہیں ملیں۔ اگر احراری آٹھ کروڑ مسلمانوں کے نمائندے تھے۔ تو

ہماری طرف ہاتھ پھیلانے کی ضرورت

انہیں کیوں محسوس ہوئی۔ اور کیوں انہوں نے ہم سے اپنے لئے ووٹ مانگے۔ گو یہ علیحدہ امر ہے۔ کہ ہم نے ان کی درخواست کو نہ مانا۔ اور کہا۔ کہ وہ

تحریری طور پر

ہمیں درخواست لکھکر دیں۔ جس پر وہ آمادہ نہ ہوئے۔

پس یہ غلط ہے۔ کہ یہ لوگ آٹھ کروڑ مسلمانوں کے نمائندہ ہیں۔ آٹھ کروڑ چھوڑ ۸۰ لاکھ مسلمانوں کے بھی نمائندے نہیں۔ لیکن بہرحال یہ جو دعوے کرتے ہیں۔ اپنی ذات میں بہت بڑا اور مسلمانوں کے لئے بہت بُرا ہے ہم نے کبھی

سیاسی حقوق کے مطالبہ کے وقت

دوسرے مسلمانوں میں اور اپنی جماعت میں فرق نہیں کیا۔ ہم نے ہمیشہ ان کی تائید کی۔ اور اپنی مقدرت سے زیادہ ان کے لئے قربانیاں کیں۔

نہرو رپورٹ

کے شائع ہونے کے موقعہ پر اس کے خلاف آواز بلند کی۔ اور اپنی مقدرت سے زیادہ مسلمانوں کے لئے کوششیں کیں۔

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس

کے موقعہ پر اپنی مقدرت سے زیادہ مسلمانوں کی مدد کی۔ مسلمانوں کے جو نمائندے انگلستان گئے۔ ان کی امداد کی۔ ان میں

لٹریچر تقسیم کیا

مگر اس کے مقابلہ میں احراریوں کی طرف سے کوئی چیز پیش نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے نہرو رپورٹ کے وقت اس کی تائید کی۔ اور راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے موقعہ پر کچھ نہ کیا۔ گویا ایک موقعہ پر مسلمانوں کی مخالفت کی۔ اور ایک موقعہ پر کچھ بھی نہ کیا۔ پھر ہمیشہ یہ

مشترکہ انتخاب کے حامی

رہے ہیں۔ اور اس کے لئے پرزور جد و جہد کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کی اکثریت اس کے خلاف ہے۔ ایسی جماعت کا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کی نمائندہ ہے۔ اور اس کی طرف سے اس کوشش کا ہونا کہ وہ مسلمانوں کے ایک حصہ کو الگ کر دے۔ اس سے زیادہ مضحکہ خیز اور مسلمانوں کے لئے

نقصان رساں چیز

کیا ہو سکتی ہے۔

پھر سوال یہ ہے۔ ہمیں مسلمانوں میں سے نکالنے والا ہے کون۔ حکومت کا کیا اختیار ہے کہ وہ کہے۔ ہم تمہیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ احمدی چھپن ہزار ہیں۔ میں کہتا ہوں نہ سہی چھپن ہزار۔ اگر احمدی تمام دنیا میں چھ بھی ہوتے۔ یا ایک ہی ہوتا تب بھی دنیا کی کوئی گورنمنٹ نہیں۔ جو اُسے مسلمانوں میں سے نکال سکے۔ مذہب

منہ کے دعویٰ پر مبنی

ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ تو کون ہے جو کہہ سکے۔ کہ تم مسلمان نہیں۔ ہم تمہیں مسلمانوں میں سے نکالتے ہیں پس ان کی طرف سے جو یہ سوال پیدا کیا گیا ہے۔ کہ احمدیوں کو مسلمانوں میں سے نکال دیا جائے۔ محض لغو اور فضول ہے۔ جب تک ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اس وقت تک دُنیا کی کوئی طاقت ہمیں مسلمانوں میں سے نکال نہیں سکتی ہمیں

مسلمانوں میں سے نکالنے کی وجہ

یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ ہم دوسروں کو کافر کہتے ہیں۔ مگر دوسروں کو کافر کہنے کا مفہوم تو یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہی پکا مسلمان سمجھتے ہیں پھر کیا پکے مسلمانوں کو بھی کوئی شخص نکال سکتا ہے ہمارا جرم یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو زیادہ پکا مسلمان سمجھتے اور دوسروں کو اپنے جیسا پکا مسلمان نہیں سمجھتے۔ اس جرم کی وجہ سے وہ کہتے ہیں چونکہ یہ

پکے مسلمان

بنتے ہیں۔ اس لئے انہیں مسلمانوں میں سے نکال دو کتنی معقول وجہ ہے۔ جو بیان کی جاتی ہے

پس اول تو یہ جرم ہی نہیں۔ لیکن اگر اسے جرم بھی فرض کر لیا جائے۔ تب بھی میں کہتا ہوں ؎

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

یہ قصور اور فساد وہ ہے۔ جو تمہارے شہر میں بھی کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی کونسی جماعت ہے۔ جو ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتی۔ کیا مولوی مظہر علی صاحب پر

کفر کے فتوے

نہیں لگے۔ کیا احرار کے لیڈروں مولوی حبیب الرحمن صاحب اور سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری پر کفر کے فتوے نہیں لگے۔ یہ مسلمان مولوی تو ہیں ہی کافر گر۔ اس کفر کے سمندر میں اگر ان کے خیال کے مطابق کفر کا ایک قطرہ ہم نے بھی ڈال دیا۔ تو اس سے ان پر گھبراہٹ کیوں طاری ہو گئی۔ ان کے ہاں تو اگر کسی کا ٹخنے کے نیچے تہ بند یا پاجامہ ہو جائے۔ تو کفر کا فتوے لگ جاتا ہے۔ اونچا یا اوپر باندھنے سے کفر کا فتوے لگ جاتا ہے۔ تشہد کے وقت انگلی اٹھانے پر کفر کا فتوے لگ جاتا ہے۔ مگر جس ایسی شاتی جماعت جو

کفر کے میدان کی شہسوار

ہے۔ ہمارے کافر کہنے سے گھبرا کیوں گئی۔ یا تو ہمارے کافر کہنے میں کوئی ایسی بات ہے جس سے انسان گھبرا جاتا ہے۔ یا کفر کے فتوے پر ان کا شور چانا فتنہ پردازی ہے۔ کیا شیعہ سنیوں کو اور سنی شیعوں کو کافر نہیں کہتے۔ کیا اہلحدیث حنفیوں کو اور حنفی اہل حدیث کو کافر نہیں کہتے۔ کیا چکڑالوی غیر چکڑالویوں کو اور غیر چکڑالوی چکڑالویوں کو کافر نہیں کہتے۔ چکڑالوی تو کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے

قرآن مجید منسوخ کر دیا

پھر قرآن مجید کو منسوخ کرنے کے بعد اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے۔ اسی طرح "غیر چکڑالوی" کہتے ہیں۔ کہ چکڑالویوں نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک

کر دی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کے بعد کوئی شخص کب مسلمان کہلا سکتا ہے۔

پس کفر کی اس گرد و غبار میں اگر ہم نے بھی تھوڑی سی گرد اڑا لی۔ تو اس میں بات ہی کونسی ہوئی۔ جس پر انہیں اتنا غصہ آیا۔ سوائے اس کے کہ

بھیڑیے اور بکری والی بات

بھی جائے۔ کہتے ہیں کوئی بھیڑیا اور بکری ایک نالے سے پانی پی رہے تھے۔ بکری

پانی کے بہاؤ کی طرف

تھی۔ اور بھیڑیا اوپر کی طرف۔ بھیڑیے کا بکری کو مارنے کو دل چرچایا۔ تو غصہ سے بکری کو کہنے لگا۔ تجھے شرم نہیں آتی۔ ہم پانی پی رہے ہیں۔ اور تو پانی گدلا کر رہی ہے۔ وہ کہنے لگی حضور آپ اوپر کی طرف ہیں۔ اور میں پانی کے بہاؤ کی طرف ہوں۔ اگر پانی گدلا ہو بھی تو آپ کی طرف نہیں جا سکتا۔ بھیڑیے نے یہ جواب سنتے ہی بڑھ کر اس کی گردن پکڑ لی اور کہا۔ اچھا تو گستاخی کرتی۔ اور ہماری بات کا جواب دیتی ہے۔ تو یہ اور بات ہے۔ کہ وہ اس غرور اور گھمنڈ میں کہ وہ تعداد میں ہم سے زیادہ ہیں۔ ہمیں کہیں کہ تم دوسروں کو کافر کہتے ہو۔ اس لئے تم مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ ورنہ دس دس۔ بیس بیس۔ تیس تیس۔ چالیس چالیس۔ پچاس پچاس بلکہ ہزار ہزار علماء کی طرف سے

کفر کے فتووں کے مرصع شجرے

چھاپے جا چکے ہیں۔ جنہیں زینت کے طور پر انسان اگر چاہے تو گھروں میں لٹکا سکتا ہے۔ مگر وہ تمام کفر کے فتوے دیکھنے کے باوجود ان آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندوں کی رگ حمیت نہیں پھڑکی۔ اور نہ غیرت جوش دلاتی ہے۔ پس یہ دعوےٰ

بالکل غلط

ہے کہ ہم ہی انہیں کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ وہ جرم ہے۔ جو ان کے گھروں میں ہم سے بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔ باقی ہم میں اور ان میں تو

کفر کی تعریف میں اختلاف

بھی بہت پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ کفر کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا انکار۔ حالانکہ ہم یہ معنی نہیں کرتے۔ اور نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کے ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان

مسلمان کے نام سے

پکارے جانے کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ اس مقام سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ تو گو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے۔ مگر

کامل مسلم

اسے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ تعریف ہے جو ہم کفر و اسلام کی کرتے ہیں۔ اور پھر اس تعریف کی بناء پر ہم کبھی نہیں کہتے کہ ہر کافر دائمی جہنمی

ہوتا ہے۔ ہم تو یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی اس قسم کے کافر نہیں سمجھتے۔ بلکہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں جسقدر کفار ہیں۔ خواہ وہ یہودی ہیں خواہ عیسائی دہریہ ہندو اور سکھ وغیرہ آخر خدا تعالےٰ کا فضل ان کے شامل حال ہو گا اور خدا تعالےٰ انہیں کہہ دے گا۔ کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ان کے کفر اور ہمارے کفر میں بہت بڑا فرق

ہے۔ ان کا کفر تو ایسا ہے۔ جیسے سرے وال سر پیٹتا ہے۔ وہ بھی جب کسی کو کافر کہتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے۔ اسے پیس کر رکھ دیں۔ کہتے ہیں کہ وہ جہنمی ہے اور ابدی دوزخ میں پڑے گا۔ لیکن ہم دوسرے کو کافر صرف

اصطلاحی طور پر

کہتے ہیں۔ ورنہ بالکل ممکن ہے۔ کہ ایک شخص کفر کی حالت میں مرے۔ لیکن خدا تعالیٰ اسے کسی خوبی کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے اور کہے کہ اسے پتہ نہ تھا حقیقی دین کونسا ہے۔ اور نہ حقیقی تعلیم اس کے پاس پہنچی۔ اس کے مقابلہ میں بالکل ممکن ہے۔ کہ ایک ایسا انسان جو بظاہر

اسلام میں داخل

ہے۔ خدا تعالےٰ اسے اس پاداش میں جہنم میں ڈال دے۔ کہ اس نے

دین کی تعلیم پر عمل

نہ کیا۔

پس ایک ہندو ایک عیسائی ایک یہودی ایک دہریہ ایک سکھ حتیٰ کہ ایک غیر احمدی کے متعلق بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کفر کی حالت میں مرے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کہے کہ اس کے لئے جہاں تک امکان تھا۔ اس نے

زہد اور تقوےٰ

پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس نے نیکی اور دینداری کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی۔ اسلام کی حقیقی تعلیم سننے کا اسے موقعہ میسر نہیں آیا پس اسے جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہو سکتا ہے

ایک احمدی کہلانیوالا

اگر وہ سلسلہ کی تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔ تو دوزخ میں چلا جائے۔ پس ہماری کفر کی اصطلاح ہی اور ہے۔ اور ان کے کفر کی اصطلاح اور۔ ہمارا

کفر تو ان کے کفر کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے۔ جیسے

سورج کے مقابل پر ذرہ

ہو۔ پس اس پر انہیں غصہ کیوں آتا ہے۔ آجکل بڑے زور سے کہا جاتا ہے کہ احمدی ہمیں کافر کہتے ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو ثابت کریں۔ کہ پہلے ہم نے انہیں کافر کہا ہو۔ اگر وہ ذرا بھی غور کریں گے۔ تو انہیں معلوم ہو گا۔ کہ پہلے انہوں نے ہی ہمیں کافر کہا۔ ہم نے کافر نہیں کہا۔ گو اس رنگ میں بھی ان کے کفر اور ہمارے کفر میں بہت بڑا فرق ہے۔ لیکن بہرحال ان کا

اخلاقی فرض

ہے۔ کہ وہ دیکھیں پہلے انہوں نے ہمیں کافر کہا۔ اور ہم پر کفر کے فتوے لگائے۔ یا ہم نے ان کو کافر کہا۔ اب بھی ہمیں کس طرح بار بار ان کی طرف سے کافر کہا جاتا۔ اور اخبارات میں لکھا جاتا ہے۔ کہ

احمدی کافر ہیں

کیا ہمارے اخبارات میں بھی لکھا جاتا ہے۔ کہ احراری کافر ہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں۔ جو کسی کو بلا وجہ کافر کہتا ہے وہ اس کی دل آزاری کرتا۔ اور لڑائی مول لیتا ہے۔ ہاں جب کوئی ہمیں مجبور کرے۔ اور ہم سے پوچھے۔ کہ تم ہمیں کیا سمجھتے ہو۔ اس وقت ہم کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم تمہیں کافر سمجھتے ہیں۔ مگر جب وہ خود سوال کرتے اور ہم اس کا جواب دیتے ہیں۔ تو وہ ہمارے جواب دینے پر بھی برا مناتے۔ اور ہم سے لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ ہمیں مسلمان کیوں نہیں سمجھتے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے ایک

سانولے رنگ والا آدمی

ہمارے پاس آئے۔ اور کہے بتاؤ میرا رنگ کیسا ہے۔ لیکن جب ہم اسے کہیں کہ سانولا۔ تو وہ ہم سے لڑائی شروع کر دے۔ اور کہے کہ تم نے مجھے سانولا کیوں کہا۔ گورا کیوں نہیں کہا۔ پس ان کی مثال بالکل ایسی ہی ہے۔ یا پھر ان کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے تھوڑے ہی دن ہوئے ایک دوست نے مجھے واقعہ سنایا۔ وہ فوج میں ڈاکٹر ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا۔ کہ ان کا ایک میجر افسر تھا۔ اس کی بیوی نے ان سے سوال کیا۔ کہ تم بتاؤ میری عمر کتنی ہوگی۔

انگریز عورتوں کی عادت

ہے۔ کہ اگر ان کی بڑی عمر بتائی جائے تو وہ بہت چڑتی ہیں۔ اور بڑی عمر کو اپنی ہتک سمجھتی ہیں۔ وہ افسر انگریز تو نہیں تھا بلکہ اینگلو انڈین تھا۔ لیکن اس کی بیوی نے جب یہ سوال کیا تو وہ کہتے ہیں۔ میں نے سمجھا یہ بڑا

نازک سوال

ہے۔ کیونکہ میں نے جو عمر بھی بتائی۔ اس پر اسے غصہ آئے گا اس لئے میں نے اسے کہا۔ تم ابھی جوان ہو مجھ سے اپنی عمر کے متعلق کیا پوچھتی ہو۔ لیکن وہ بضد ہو کر بیٹھ گئی۔ کہ نہیں۔ میری عمر بتاؤ یہ کہتے۔ آخر میں نے دل میں سوچا کہ یہ میجر کی بیوی ہے۔ ۳۶-۳۷ سال سے کم عمر اس کی نہیں ہو سکتی۔ لیکن میں نے دس سال عمر اور کم کر کے کہا۔ آپ کی عمر ۲۷ سال کے قریب ہوگی۔ یہ سنتے ہی وہ آگ بگولا ہو گئی۔ اور کہنے لگی تم مجھے بڑھیا سمجھتے ہو۔ کیا میں اتنی عمر کی ہو گئی ہوں اب دس سال انہوں نے عمر میں سے کم کئے تو پھر بھی کام نہ چلا اور وہ ناراض ہو گئی۔ یہی ان لوگوں کا حال ہے۔ آپ ہی اصرار کرتے اور سوال کرتے ہیں کہ تم ہمیں کیا سمجھتے ہو اور جب جواب دیا جاتا ہے۔ تو کہتے ہیں تم نے ہمیں کافر کہہ دیا۔ ہم نے تو بارہا دیکھا ہے

کفر و اسلام کا مسئلہ

چھیڑنے میں یا غیر مبایعین کو مزا آتا ہے۔ یا احراریوں کو۔ حالانکہ تمدن اور معاشرت کا اس سے کیا تعلق۔ کہ ہم تمہیں کیا سمجھتے ہیں اور تم ہمیں کیا سمجھتے ہو۔ ہمیں تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس حد تک ہم

آپس میں تعاون

کر سکتے ہیں۔ اس حد تک تعاون کریں۔ اور عقائد کے سوال کو باہمی معاشرت کے وقت نہ چھیڑیں۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ جب کوئی ہم سے لڑکی کا رشتہ مانگنے آئے یا لڑکی کا رشتہ دینے آئے۔ تو ہم اس سے پوچھ لیں کہ تمہارے کیا عقائد ہیں۔ لیکن

سیاسیات میں ان امور کا کیا تعلق

کہ تم ہمیں کافر سمجھتے ہو یا نہیں۔ پس یہ سوال پیدا ہی ان کی وجہ سے ہوا ہے۔ ورنہ ہمیں یہ سوال اٹھانے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ ہماری طرف سے تو شروع میں جب یہ سوال اٹھا

خواجہ کمال الدین صاحب

کے لیکچروں اور مضامین کی وجہ سے اٹھایا گیا ورنہ ہمیں اس سوال کے اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ اب غیر مبایعین کو کبھی کبھی یہ سمجھ کر کہ یہ سوال پیدا کر دینے سے انہیں کامیابی ہوگی اور لوگ ہم سے متنفر ہو جائیں گے۔ گدگدی سی اٹھتی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں جب ان امور پر بحث ہوگی تو لوگ ان سے ناراض ہو جائیں گے۔ مگر پھر بھی بیعت کرنے کے لئے جب لوگ آتے ہیں ہمارے پاس ہی آتے ہیں ان کے پاس نہیں جاتے۔ ان پر تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقرہ بالکل صادق آتا ہے کہ

لن تعدو قدرک

تو اپنے اندازے سے نہیں بڑھے گا۔ وہ اپنی ساری کوششیں صرف کرتے ہیں۔ مگر ان کی ساری کوششوں کا نتیجہ ان کے حق میں نہیں۔ بلکہ ہمارے حق میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ یہی احرار کا حال ہے جس دن لوگ یہ سمجھیں گے کہ کفر و اسلام کا سوال پیدا کرنے والے کون ہیں۔ اور وہ اس امر کو سمجھ جائیں گے کہ احمدیوں نے یہ سوال نہیں اٹھایا۔ بلکہ احرار نے اٹھایا ہے۔ احمدی اسی وقت یہ جواب دیتے ہیں جب کوئی ان کے گھر پر پہنچ کر ان سے دریافت کرتا ہے تو وہ

حقیقت حال سے متاثر

ہو کر احراریوں کے پروپیگنڈا کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جائیں گے۔ لیکن میں پھر ایک دفعہ اعلان کر دیتا ہوں۔ کہ ہم کفر کے وہ معنی نہیں سمجھتے جو وہ سمجھے بیٹھے ہیں ہم کافر جہنمی کسی کو نہیں کہتے۔ اور نہ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہر کافر دوزخ میں جائے گا۔ ہمارے نزدیک

کفر کا اطلاق

ایک خاص حد کے بعد ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اسلام کو اپنا مذہب قرار دیتا اور قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو

اپنا دستور العمل

سمجھتا ہے۔ اس وقت مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی معنوں میں مسلمان وہ اس وقت ہوتا ہے جب کامل طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ اسلام کے اصول میں سے کسی اصل کا انکار کر دیتا ہے۔ تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے مگر حقیقی معنوں میں وہ مسلم نہیں رہتا۔ پس کافر کے ہم ہرگز یہ معنے نہیں لیتے۔ کہ ایسا شخص

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر

ہے۔ جو شخص کہتا ہو۔ کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں۔ اسے کون کہہ سکتا ہے کہ تو انہیں نہیں مانتا۔ یا کافر کے ہم ہرگز یہ معنے نہیں لیتے کہ ایسا شخص

خدا تعالیٰ کا منکر

ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص کہتا ہو۔ کہ میں خدا تعالیٰ کو مانتا ہوں۔ تو اسے کون کہہ سکتا ہے کہ تو خدا تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ ہمارے نزدیک اسلام کے اصول میں سے کسی اصل کا انکار کفر ہے جس کے بغیر کوئی شخص حقیقی طور پر مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ کافر جہنمی ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک کافر ہو اور وہ جنتی ہو مثلاً ممکن ہے وہ ناواقفیت کی حالت میں ساری عمر رہا ہو۔ اور اس پر اتمام حجت نہ ہوئی ہو۔ پس گو ہم ایسے شخص کے متعلق یہی کہیں گے۔ کہ وہ کافر ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اسے دوزخ میں نہیں ڈالے گا۔ کیونکہ اسے حقیقی دین کا کچھ علم نہ تھا اور خدا کا اصول نہیں کہ وہ

بے قصور کو سزا

دے۔ پس جب بھی ہم کفر کا لفظ بولتے ہیں انہی معنوں میں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم کسی کو خود کافر نہیں کہتے۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص ہمیں دق کرے اور پوچھے کہ تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔ اگر کفر کی وہ تعریف کی جائے۔ جو غیر احمدی آج کل کرتے ہیں تو اس تعریف کے مطابق ہمارے نزدیک مسلمانوں میں سے کوئی کافر ہے۔ اور نہ ہندوؤں۔ یہودیوں۔ عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں میں سے کیونکہ کوئی قوم ایسی نہیں۔ جس کے ہر فرد کے متعلق یہ فیصلہ ہو چکا ہو کہ وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ ہندوؤں میں سے بھی کچھ لوگ جنت میں جائیں گے۔ یہودیوں میں سے بھی کچھ لوگ جنت میں جائیں گے۔ عیسائیوں میں سے بھی کچھ لوگ جنت میں جائیں گے۔ اور سکھوں میں سے بھی کچھ لوگ جنت میں جائیں گے۔ حتیٰ کہ دہریوں میں سے بھی کچھ لوگ جنت میں چلے جائیں گے اگر کوئی دہریہ ایک ایسے ملک میں پیدا ہوا ہے۔ جہاں حقیقی دین سے کوئی واقف نہیں یا مثلاً وہ پہاڑوں میں رہتا ہے۔ اور وہاں کوئی شخص ایسا نہیں جو

خدا تعالیٰ پر ایمان

رکھتا ہو اور اسے خدا پر ایمان لانے کی نصیحت کر سکتا ہو لیکن وہ قانون قدرت کے تابع رہتا ہے لوگوں سے نیکی کرتا ہے۔ بدیوں سے بچتا ہے اور دنیاوی امور میں کسی قسم کی تعدی اور ظلم سے کام نہیں لیتا۔ تو یقیناً ایسا شخص دہریہ ہونے کے باوجود جنت کا مستحق ہو جائیگا۔

پھر میں کہتا ہوں۔ اگر یہ شور جو اس وقت ہمارے سلسلہ کے خلاف مچایا جا رہا ہے واقعہ میں صحیح ہے تو چاہیئے تھا۔ اس کی بنیاد دیانتداری پر ہوتی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کی بنیاد دیانتداری پر ہرگز نہیں پرسوں ہی اخبارات میں میں نے ایک اعلان دیکھا ہے جو

سر مرزا ظفر علی صاحب

کی طرف سے ہے۔ اور جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ احمدی مسلمان نہیں۔ حکومت نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ اگر حکومت چاہتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے زائل شدہ اعتماد کو دوبارہ حاصل کرے۔ تو احمدیوں کو جداگانہ جماعت قرار دے دے اور انہیں مسلمانوں ہی سے الگ کر دے۔ لیکن ابھی ایک سال ہی گذرا ہے کہ الیکشن کے موقعہ پر سر مرزا ظفر علی صاحب پنجاب کونسل کی ممبری کے لئے کھڑے ہوئے تو اس موقع پر انہوں نے مجھے دو چٹھیاں بھیجیں۔ جن میں تسلیم کیا کہ میں آپ کی جماعت کا دشمن نہیں۔ بلکہ جیسے مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کو سمجھتا ہوں اسی طرح آپ کی جماعت کو بھی

ایک مسلمان فرقہ

سمجھتا ہوں۔ ان کے وہ دونوں خط ہمارے پاس محفوظ ہیں اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں شائع بھی کیا جا سکتا ہے۔ غرض آج سے ایک سال پہلے وہ پنجاب کونسل کی ممبری کے حصول کیلئے جب کھڑے ہوئے

تو اس وقت ہمیں مسلمانوں میں سے سمجھتے تھے۔ اور یہاں تک سمجھتے تھے۔ کہ گو آپ کا مذہبی رنگ میں مجھ سے اختلاف ہے۔ لیکن اس اختلاف کی بناء پر مجھ سے آپ کو مخالفت نہیں ہونی چاہیئے۔ پھر انہوں نے اپنی چٹھیوں میں ایک دوسرے مسلمان ممبر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔ کہ وہ تو فاسق فاجر اور بدکار ہے۔ اور میں تو نمازی ہوں آپ کا فرض ہے کہ میری تائید کریں۔ اگر ہم کافر ہیں۔ تو اس سے زیادہ

خلاف عقل بات

ایک سر کہلانے والے کی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ وہ کہے چونکہ آپ کافر ہیں۔ اس لئے اگر آپ ایک نمازی کی تائید نہیں کریں گے۔ تو اور کون کرے گا۔ ایک سر کا خطاب پانے والے اور

ہائی کورٹ کا جج

رہ چکنے والے کے متعلق یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ سکے میں نمازی ہوں۔ اور پھر اس جماعت کو اپنی مدد کے لئے بلائے۔ جو اس کے خیال میں کافر ہو۔ پھر انہوں نے یہ بھی اپنے خط میں لکھا۔ کہ میں عام مسلمانوں کی طرح آپ کی جماعت سے سلوک کرتا ہوں۔ اور جیسے تمام مسلمانوں کو سمجھتا ہوں۔ اسی طرح آپ کی جماعت کو سمجھتا ہوں۔ اور فلاں مسلمان ممبر تو فاسق فاجر اور بدکار ہے۔ میں اب بھی سر مرزا ظفر علی صاحب کا لحاظ کرتا ہوں۔ اور اس مسلمان ممبر کا نام نہیں لیتا۔ جس کا انہوں نے اپنے خط میں ذکر کیا۔ تا ان پر

ہتک عزت کا مقدمہ

نہ چل جائے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کیا اخلاق اور دیانت اسی بات کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ ایک سال پہلے تو وہ ہمیں مسلمان کہیں۔ اور اب حکومت سے مطالبہ کریں۔ کہ جماعت احمدیہ کو مسلمانوں میں سے الگ کر دیا جائے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس وقت

جماعت احمدیہ کے عقائد

کا انہیں علم نہ تھا۔ ان دنوں اخبار "سیاست" میں ہماری جماعت کے خلاف مضامین نکل رہے تھے۔ اور ان میں یہ بیان کیا جاتا تھا۔ کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نعوذ باللہ خدائی کا دعوےٰ کیا۔ آپ ختم نبوت کے منکر تھے۔ آپ نے انبیاء کی توہین کی۔ اور ان مضامین کو پڑھ کر سر مرزا ظفر علی صاحب نے "سیاست" کے مضامین کے متعلق ایک

تعریفی مقالہ

لکھا۔ پس انہوں نے اس وقت "سیاست" کے مضامین پڑھے۔ اور ان کی تعریف کی۔ اور انہیں معلوم تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے کیا عقائد ہیں۔ یا کیا عقائد ہماری جماعت کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس وقت انہوں نے ہمیں مسلمان سمجھا۔ اور اس کا اپنی

دستخطی چٹھیوں میں اقرار

کیا۔ اب کونسا نیا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ اس کی بناء پر انہیں خیال آیا۔ کہ جماعت احمدیہ مسلمان فرقہ نہیں۔ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اس بات کا غصہ نہیں۔ کہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو

وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر

کیوں مقرر کیا گیا۔ بلکہ اس بات کا غصہ ہے۔ کہ سر مرزا ظفر علی صاحب کو احمدیوں نے پنجاب کونسل کا ممبر کیوں نہ بنایا۔ پس ظفر اللہ غلطی سے لکھا گیا ہے۔ اصل نام وہاں

سر مرزا ظفر علی

چاہیئے تھا۔ اور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کی ممبری کی بجائے

پنجاب کونسل کی ممبری کا ذکر

ہونا چاہیئے تھا۔

پس میں پوچھتا ہوں۔ کیا یہ طریق جو ہماری مخالفت میں اختیار کیا جا رہا ہے۔ اخلاق کے مطابق ہے۔ اور کیا یہ دیانت ہے۔ کہ آج سے ایک سال پہلے تو ہمیں مسلمان سمجھا جائے مگر اب

گورنر پنجاب کے نام چٹھی

شائع کی جائے۔ کہ "مرزائی مسلمان نہیں ہیں"۔ "مرزائیوں کو جداگانہ جماعت قرار دینا چاہیئے"۔ حالانکہ وہ لکھنے والا ہمیں مسلمان قرار دے چکا ہے اور ہمیں نیک اور مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھ کر ہم سے امیدوار امداد رہا ہے۔ مگر جب ہم نے اس کی بجائے ایک اور کی تائید کر دی۔ تو ہم زیر الزام آگئے۔ اور ہم اس قابل ہو گئے۔ کہ ہمیں مسلمانوں کی فہرست سے خارج قرار دیا جائے۔

سر مرزا ظفر علی صاحب کی دستخطی چٹھیاں

ہمارے پاس موجود ہیں۔ اور اگر وہ ان کا انکار کریں گے۔ تو انہیں شائع بھی کیا جا سکتا ہے لیکن میں کہتا ہوں۔ اگر واقعہ میں احرار کا دیانت سے یہ دعوےٰ ہے۔ کہ وہ آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندہ ہیں۔ تو پھر ہمیں الگ کرنے کا کیا مطلب ہے۔ جب ہماری کسی جگہ بھی کثرت نہیں۔ اور

آٹھ کروڑ مسلمان

ان کے ساتھ ہیں۔ تو ہمارا آدمی کسی انتخاب میں کس طرح جیت سکتا ہے۔ نہ سیالکوٹ سے آ سکتا ہے۔ نہ گورداسپور سے۔ اور نہ کسی اور جگہ سے۔ کیونکہ ہر جگہ ان کی کثرت ہے۔ پھر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ کہا جاتا احمدیوں کو الگ نہ کرو۔ کیونکہ اگر انہیں

جداگانہ نیابت

حاصل ہو گئی۔ تو کم از کم ایک ممبری انہیں ضرور مل جائے گی۔ اور اگر ساتھ رہے۔ تو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ لیکن وہ یہ نہیں کہتے۔ جس سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ جانتے ہیں آٹھ کروڑ مسلمان ان کی تائید نہیں کریں گے بلکہ ہماری کریں گے۔ پس وہ چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں زیادہ فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیں۔ ورنہ آٹھ کروڑ مسلمانوں کی حقیقی نمائندگی کی صورت میں ان کو ڈر کس بات کا ہو سکتا تھا۔ اگر واقعہ میں

سیالکوٹ کا حلقہ

احراریوں کے ساتھ ہو۔ تو وہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو کیوں کھڑا کرے گا۔ یا دوسرے اضلاع احراریوں کے ساتھ ہوں۔ تو وہ کیوں کسی احمدی کے حق میں رائے دیں گے لیکن ہمیں علیحدہ کرنے میں ایک ممبری ہمیں ضرور دینی پڑے گی۔ پس اگر ان کی مخالفت کسی دیانت پر مبنی ہوتی۔ تو ان کی ساری کوشش اس بات پر صرف ہوتی۔ کہ کہتے

احمدیوں کو علیحدہ نہ کرو

تا یہ ایک ممبری بھی نہ لے جائیں۔ مگر وہ کہتے ہیں۔ احمدیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دو۔ صاف پتہ لگتا ہے کہ انہیں ڈر ہے۔ یہ ساتھ رہنے سے زیادہ فائدہ حاصل کریں گے اور اگر الگ رہے۔ تو تھوڑا فائدہ اٹھائیں گے پس ان کی مخالفت ہرگز دیانت پر مبنی نہیں لیکن میں کہتا ہوں۔ وہ بے شک جتنا بھی چاہے ہماری مخالفت کریں۔ مگر اس امر کا خیال رکھیں۔ کہ وہ دیانت و شرافت کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب تو ایسا ہوتا ہے۔ کہ جنوں سے ایک شخص اٹھتا ہے۔ وہ پہلے مجھے خلیفۃ المسیح کہہ کر اپنی تحریرات میں مخاطب کرتا ہے۔

احرار کا مخالف

ہوتا ہے۔ لیکن جونہی اسے لیڈری کا شوق اٹھتا ہے۔ وہ ہماری جماعت کی مخالفت کرنے لگ جاتا ہے۔ یہی سر مرزا ظفر علی صاحب ہیں۔ جنہوں نے

سر شادی لال

کو دعوت دیئے جانے کے موقع پر مجھے چٹھی لکھی اور السلام علیکم کے بعد لکھا کہ ہم پانچ روپے بھیجتے تاکہ آپ کا نام بھی دعوت دینے والے مسلمان معززین کی فہرست میں آ جائے۔ مگر آج ان کی نگاہ میں ہم غیر مسلم بن گئے۔ پھر سر شادی لال کی دعوت کے موقع پر تو وہ سب سے آگے آگے تھے۔ لیکن چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو دعوت دینے کے وقت انہیں یاد آ گیا۔ کہ احمدی مسلمان نہیں۔ اس لئے دعوت میں شریک نہیں ہونا چاہیئے۔ گویا سر شادی لال تو بڑے پکے مسلمان تھے۔ ان کی دعوت میں شریک ہونا کوئی قابل اعتراض امر نہ تھا۔ ہاں اگر چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی دعوت کی تائید ہو جاتی۔ تو یہ کفر ہو جاتا۔ پس یہ طریق انصاف کا نہیں۔ بلکہ ضد کا ہے۔ اور

ضد کا طریق

کبھی کسی قوم کے لئے بابرکت ثابت نہیں ہوتا۔ پس میں احرار کو توجہ دلاتا ہوں۔ گو ان پر میرے توجہ دلانے کا کوئی اثر نہ ہو۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ گو ان پر بھی میرے کہنے کا اثر نہ ہو۔ کہ

مسلمانوں کا سواد اعظم

اور ان کی اکثریت اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ جو اس فتنہ کی محرک ہے حقیقت یہ نہیں۔ کہ ہم مسلمان نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کے فوائد کو وہ ہماری وجہ سے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جیسا کہ نہرو رپورٹ کے موقع پر انہیں ناکامی ہوئی۔ پس وہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ

مسلمانوں کو نقصان

نہیں پہنچا سکتے۔ تو اس وجہ سے کہ احمدی مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں۔ آؤ ہم احمدیوں کو الگ کر دیں۔ یا ممکن ہے وہ مسلمانوں کو فوائد پہنچانا چاہتے ہوں۔ اور ان کا خیال ہو۔ کہ ان فوائد کے راستہ میں ہم روک ہیں۔ بہرحال وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جن چیزوں کو وہ مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتے ہیں۔ گو حقیقتاً وہ نقصان دہ ہیں۔ انہیں وہ ہماری وجہ سے مسلمانوں میں رائج نہیں کر سکتے۔ پس وہ چاہتے ہیں

بہتانِ عظیم

مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے رفقائے کار کا اخبار پیغام لاہور

اخبار منادر لاہور اور اخبار مدینہ بجنور میں جماعت احمدیہ کے خلاف ناپاک پروپیگنڈا

اخبار پیغام صلح لاہور نے جو مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور ان کے رفقائے کار کا اخبار ہے اپنے پرچہ نمبر ۳۳ جلد ۲۳ صفحہ نمبر ۲ پر کسی شخص سمندر ہزاروی کی روایت سے میری نسبت عامۃ الناس کو اس گمراہ کن غلط فہمی میں ڈالا ہے کہ گویا کسی شخص کے ایک سوال کے جواب میں میں نے کہا کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے اور ان کے مال تجارت میں غبن کیا۔ اور وہ حرام کا مال کھایا۔ نعوذ باللہ من ھذہ الکفریات

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے جو مولوی محمد علی صاحب کے خسر ہیں اور جن کو مجھ سے ذاتی عداوت ہے۔ اس فرضی سوال و جواب پر نہایت مفتریانہ اور اشتعال دہ تحریر بطور شرح اس کے ساتھ لکھ دی۔ اور اخبار زمیندار لاہور مورخہ ۲۳ اپریل اور اخبار مدینہ بجنور مورخہ ۲۱ اپریل نے ان کے اس مفتریانہ پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر میرے متعلق لوگوں کو خطرناک طور پر مشتعل کیا۔ بلکہ ان ہر سہ اخبارات نے عامۃ الناس کو میرے قتل کرنے پر آمادہ کیا۔

مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ یہ بہتان اور کذب میر مدثر شاہ صاحب پشاوری مبلغ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے لکھا اور شائع کرایا ہے بہرحال خواہ اس کذب و افترا کا موجد سمندر ہزاروی ہو یا مدثر پشاوری۔ یا اخبار پیغام کے ڈاکٹر بشارت احمد ہوں۔ جس نے بھی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں۔ میں خود اور ہماری سب جماعت احمدیہ ایسے ناپاک الفاظ کے کہنے والے لکھنے والے اور شائع کرنے والے کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج یقین کرتی ہے۔ اور ہر سات کے موسلادھار مینہہ کے قطروں کے برابر لعنتوں کا ان کو مستحق قرار دیتی ہے۔

میں خود اور ہماری سب جماعت احمدیہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا نبی۔ رسول اور سید الطاہرین والمطہرین خیر الخلائق و سرور انبیاء نیکی کا مجسمہ محبوب خدا اور خاتم النبیین یقین کرتی ہے۔ نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام رہے نہ آپ نے کبھی ان کے مال تجارت سے غبن کیا اور نہ مال حرام کھایا۔ جس شخص کی زبان یا قلم سے ایسے ناپاک الفاظ نکلے ہیں خواہ وہ سمندر ہو یا مدثر وہی توہین رسول کا مجرم ہے اور خدا کی ابدی لعنت کا مستحق۔ ہم اپنے رب العلمین اور اس کے فرشتوں اور جمیع خلائق کو گواہ ٹھہرا کر ان کے اس بہتان تبیح اور کذب صریح سے اپنی بریت کا اظہار کرتے ہیں۔

ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ ہم نے دو رسائل نمبر اول "سیدنا حضرت محمد اور ان کی تعلیمات مقدسہ" یہ میرا لیکچر ہے۔ جو میں نے مشن کالج پشاور میں میلاد النبی کے موقعہ پر ۲۵ جون ۱۹۳۴ء کو دیا تھا۔ نمبر دوم "میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے" یہ میرا وہ لیکچر ہے جو میں نے آریہ سماج پشاور صدر میں ان کی مذہبی کانفرنس منعقدہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء میں دیا تھا دو تین ہزار کی تعداد میں پشاور اور باقی اضلاع سرحد میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ ان میں سے فقرات ذیل اسی موضوع پر پیش خدمت کرتا ہوں۔

فقرہ نمبر (۱) "ہمارا آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ کے گھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے اور چالیس سال تک ایک پاک اور بے عیب زندگی بسر کی۔ فقرہ نمبر (۲) آپ نے اخلاق حسنہ اور تعلیمات مقدسہ کے ذریعہ دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو یایھا الرسل سے مخاطب کر کے آپ کو مستجمع جمیع صفات حسنہ انبیاء قرار دیا۔" فقرہ نمبر (۳) "آپ نے اہل مکہ کو چیلنج کیا کہ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون (پ ۱۱) یعنی میں تم میں دعویٰ نبوت سے قبل چالیس سال کی عمر بسر کر چکا ہوں تم میں سے کون ہے جو میری اس پاک اور بے داغ زندگی پر نکتہ چینی کر سکے کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی اس چیلنج کو قبول کرنے پر تیار نہ ہوا۔" فقرہ نمبر ۴ "وہ جوان رہا اور اس نے پچیس سال تک قابل رشک زندگی بسر کی۔ قوم کے لوگوں نے اس کو صادق یعنی راستباز۔ امین یعنی دیانتدار اور باعفت انسان کا خطاب دیا۔ وہ ملازم اور تاجر رہا۔ اور وہ عملی نمونہ دکھایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی دولتمند بیوہ نے محض اس کی دیانت اور لیاقت حسن تدبیر۔ حسن اخلاق و حسن معاملات کو دیکھ کر اس سے نکاح کی درخواست کی وہ اعلیٰ چال چلن رکھا کہ نبوت کے دعوے کے بعد ملک کو چیلنج کیا کہ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ۔ افلا تعقلون (پ ۱۱) یعنی میں نے نبوت سے قبل چالیس سال زندگی بسر کی ہے اور میری زندگی تمہارے سامنے ہے جس میں تم کو غور کرنے کا موقعہ حاصل ہے کیا تم اس میں کوئی عیب یا نقص تلاش کر سکتے ہو۔ باوجود اس کھلے چیلنج کے کسی بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ کوئی نقص نکال سکے۔ اور نہ کوئی موقعہ الزام تراشی کا مل سکا۔ (رسالہ میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے صفحہ ۳۰-۳۱) نیز خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ماکان لنبی ان یغل (قرآن پ ۴) یعنی خدا کا نبی غبن کرنے والا نہیں ہوتا

برادران کیا ایک شخص یعنی یہ خاکسار ایک طرف تو سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورۃ الصدر باشوکت فقرات میں مشن کالج اور آریہ سماج کی مجالس میں مسلمانوں اور نامسلمانوں کے سامنے پیش کرے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ خانہ خدا میں بیٹھے ہوئے درس القرآن کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالیہ مطہرہ میں وہ ناپاک الفاظ استعمال کرے۔ جو سمندر ہزاروی یا میر مدثر نے مجھ پر افترا کئے ہیں ہماری طرف سے یہ مفتری لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے مستحق ہیں۔ اور ہم خدا اور رسول کے حضور اس بہتان عظیم سے بری ہیں۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم

اخبار سیاست لاہور مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۵ء اور اخبار الفضل قادیان میں بھی اس کی تردید شائع ہو چکی ہے۔

ہم نے ایڈیٹر اخبار پیغام صلح لاہور اور ڈاکٹر بشارت احمد کو رجسٹرڈ نوٹس دیدیا ہے کہ وہ یا تو اپنے اخبار کی مسلسل تین اشاعتوں میں اس ناپاک بہتان کی تردید کرے۔ اور مجھ سے بلا شرط معافی طلب کرے۔ کیونکہ مجھے ان کی اس دروغ گوئی سے نہ صرف سخت قلبی اور روحانی صدمہ پہنچا ہے۔ بلکہ میری ذات عزت اور شہرت کو خطرناک نقصان کا اندیشہ ہے۔ جس کی بنا ان کی یہ تحریر ہے۔ نیز وہ اخبارات "زمیندار" و "مدینہ" میں بھی اس کی تردید شائع کرائیں ورنہ عدالت فوجداری اور دیوانی کے مقدمات جو ہیں ان پر دائر کرنے والا ہوں کے عواقب اور نتائج اور اخراجات کے وہ ذمہ دار ہوں گے۔

بالآخر میں پھر جتلا دیتا ہوں۔ کہ ہمارا ایمان اور عقیدہ یہ ہے۔ کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا مطاع سردار۔ شفیع۔ شارع رسول و خاتم النبیین ہے اور ہم نے حضرت احمد قادیانی کو اس کا بروز۔ امتی۔ غلام اور خلیفہ اس کے حکم سے قبول کیا ہے ؎

محمد عربی کابروئے ہر دو سرا است

کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر او

(۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء)

المشتہر خاکسار:- قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ سرحد از پشاور

تلاشِ عزیز

میرا چچا زاد بھائی عبدالحفیظ پشاوری ضلع ہاتھ پاؤں پر میل بہری کے داغ ناراض ہو کر پشاور سے کہیں چلا گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کے ہاں مقیم ہو تو اسے ہدایت کر دیں کہ وہ میرے پاس بمقام منڈی بہاؤالدین تحصیل پھالیہ ضلع گجرات بہت جلد پہنچ جائے۔ مرزا عبدالرحمن

محافظ جنین

حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے گھر حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست ہوتے ہیں پیچش۔ ورد پسلی یا نمونیا ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے پھنسی۔ چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ اور خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا اور لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ مولوی نورالدین صاحب شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۰۱ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اسقاط کا مجرب علاج "حب اٹھرا" رجسٹرڈ کا اشتہار دیا تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔

اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست۔ مضبوط اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ ہے۔ یکدم منگوانے پر لہ للعہ علاوہ محصول ڈاک

المشتہر۔ **حکیم نظام جان اینڈ سنز۔ دواخانہ معین الصحت قادیان**

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے قیمت معہ محصول ڈاک ع۲ صرف

مینجر شفاخانہ دلپذیر۔ قادیان

تریاق معدہ و جگر

بفضلہ مندرجہ ذیل عوارضات کے لئے لاثانی دوا ہے۔ ضعف جگر یعنی کمی خون دل دھڑکن۔ جلن ہاتھ پاؤں۔ یرقان۔ عظم الطحال۔ تاپ تلی۔ جلن سینہ۔ ضعف معدہ ضعف عام کے لئے اکسیری مرکب ہے۔ ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہو جاتے ہیں۔ دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی لاغری دور ہو کر جسم چست و چالاک سرخ شکل انار ہو جاتا ہے۔ تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہیں۔ وہ بھی استعمال کر کے کافی خون پیدا کر سکتے ہیں۔ مندرجہ بالا عوارضات سردیوں میں چنداں تکلیف دہ نہیں ہوتے لیکن گرمیوں میں مریض کے لئے وبال جان ہو جاتے ہیں۔ تریاق معدہ و جگر ہر موسم میں خواہ گرمی ہو یا سردی یکساں فائدہ مند ہے۔ قیمت فی شیشی ع علاوہ محصول ڈاک

حکیم محمد شریف عمر والہ ڈاک خانہ سروالی براستہ بٹالہ

اکسیر عثمانی

آنکھوں سے پانی بہنا۔ نگاہ کی کمزوری۔ پلکوں کا اڑنا۔ رہے پرانی لالی۔ جالا۔ پھلی۔ ناخونہ وغیرہ وغیرہ سخت مہلک امراض چشم کے دفع کرنے میں بفضلہ اکسیر کا کام کرتا ہے گرمی وجلن دور کر کے ٹھنڈک پہنچاتا ہے تندرست آنکھوں کا محافظ ہے۔ نمونہ ۲ر قیمت فی تولہ عہ معہ ڈاک محصول

عثمانیہ منجن

منہ کے اندر بدبو۔ دانتوں کے درد۔ ہلنے۔ خون پیپ آنے۔ مسوڑوں کے پھولنے۔ گوشت گل جانے وغیرہ اور جملہ امراض دندان کے دفع کرنے میں بفضلہ اکسیر ہے۔ نمونہ ۲ر قیمت فی تولہ عہ معہ ڈاک محصول

ایس۔ ایم۔ عثمان اینڈ کو آگرہ

ضرورت ہے

سکول فار الیکٹریشنز لدھیانہ (گورنمنٹ ریگنائیزڈ) کے لئے ہر قابلیت کے طلباء کی جو بجلی کا کام سیکھنا چاہیں۔ یاد رہے۔ کہ پنجاب۔ فرانٹیئر اور صوبہ دہلی میں ماسوا اسکول ہذا کے بجلی کی کوئی پرائیویٹ درسگاہ لوکل گورنمنٹ کی منظور شدہ نہیں۔ پراسپکٹس مفت۔   مینجر

ضرورت رشتہ

ایک نہایت شریف اور مخلص دوست جو قوم کے مراثی اور لاہور کے رہنے والے ہیں اپنی پندرہ سالہ لڑکی کا جو تعلیم یافتہ اور امور خانہ داری سے بخوبی واقف ہے۔ اپنی قوم کے کسی مخلص نوجوان سے رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ خواہشمند احباب (معرفت مینجر الفضل خط و کتابت کریں۔

امیرالمومنین کا ارشاد

الفضل ۲۱ فروری ۱۹۳۳ء۔ "ہومیوپیتھک طریق علاج کی دریافت نے طبی دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا۔ . . . . . اس طریق علاج سے بہت سے امراض جو لاعلاج سمجھے جاتے تھے۔ قابل علاج ثابت ہو گئے اور طبی علوم میں بہت ترقی ہوئی"

آپ بھی ہومیوپیتھک علاج کریں۔ مجھ سے مشورہ لیں۔

ایم۔ ایچ احمدی۔ چتوڑ گڈھ۔ میواڑ

ہر قسم کی گھڑیاں

جیبی لیور ۶ ریڈیم ۷ ریلوے ۸ پولادار کیس للعہ کلائی کی للعہ جنیوا چال ڈبل دہنیلا گلاس ہر قسم اعلیٰ چاندی کی للعہ جنیوا چال جیبی سونا گلاس للعہ لیور مشین۔ جولدار للعہ عمدہ فل جوئل للعہ بہت بڑھیا للعہ ہنٹنگ سلور للعہ ہنٹنگ رولڈ گولڈ للعہ کلائی کی لیور بڑھیا قسم للعہ فل جوئل للعہ اعلیٰ قسم للعہ رولڈ گولڈ للعہ دھات للعہ کلاک بہت فینسی ریگولیٹر للعہ معمولی للعہ ۹ دھنگ ٹائم پیس ریپیٹر الارم للعہ

مینجر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہان پور۔ یوپی

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

سرموں کا سرتاج بہت مفید ثابت ہوا ہے

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

نہایت قابل قدر مقوی بصر ادویات کا مجموعہ ہے۔ ضعف بصر۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ گرے خارش ناخونہ۔ پانی بہنا۔ اندھراتا۔ سرخی وغیرہ نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ہے۔ نمونہ عہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔ ملنے کا پتہ۔ **شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لاہور ۲۸ اپریل۔ انڈین شیکسپئر آغا حشر کاشمیری چار روز تک بخار میں مبتلا رہ کر آج ساڑھے چھ بجے شام انتقال کر گئے۔ آپ کی صحت کچھ عرصے سے خراب چلی آتی تھی۔

کلکتہ ۲۸ اپریل۔ آج صبح ڈمڈم کے فضائی مستقر میں دو طیاروں میں شدید تصادم ہوا۔ جس کی وجہ سے چار اشخاص ہلاک ہو گئے دو نعشیں مشین کے پیچوں میں اٹک گئیں اور اس وقت تک وہیں الجھی ہوئی ہیں۔ دو اشخاص نے پانسو فٹ کی بلندی سے چھلانگیں لگا دیں۔ ان کی نعشیں ان کے ٹوٹے ہوئے ہوائی جہاز سے پچاس فٹ کے فاصلے پر دستیاب ہوئیں۔

ملتان ۲۸ اپریل۔ پاک دروازہ کی ایک گلی میں ایک چہار سالہ ہندو لڑکے کی لاش دستیاب ہوئی جس پر شہر میں دہشت طاری ہو گئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کے نتھنے بند کر کے اسے ہلاک کیا گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جو شخص قاتل کو گرفتار کرائے گا۔ اسے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ شہر میں چونکہ جوش ہے اس لئے اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ اگر دہشت انگیزی کی یہی رفتار رہی تو حکومت تعزیری پولیس متعین کر دے گی۔

لکھنؤ ۲۷ اپریل۔ مسلم یونیورسٹی بورڈ کا آئندہ پروگرام راجہ صاحب سلیم پور اور چوہدری خلیق الزمان کے مشورہ سے مقرر کرنے کیلئے مولانا شوکت علی آج یہاں پہنچے اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر کے انتخاب کے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت نے اس معاملہ میں خواہ مخواہ مداخلت کی ہے۔ اور وزیر تعلیم نواب محمد اسمٰعیل خان کے مخالف ہیں۔

خیرپور (بہاولپور سٹیٹ) میں قریباً ڈیڑھ ماہ سے ہندوؤں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ ان کا مطالبہ ہے۔ کہ میونسپل حدود کے اندر ذبح بقر کی اجازت منسوخ کر دی جائے حالانکہ سالہا سال سے اس کی اجازت چلی آتی ہے۔ اسی طرح منچن آباد میں بھی ایسی ہی شکایات کی بنا پر ہندوؤں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔

برلن ۲۷ اپریل۔ بشپ مین اور پادری اس الزام میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ کہ ان کا غیر ملکی اخبارات سے تعلق ہے۔ اور وہ پراٹسٹنٹ اور کیتھولک عیسائیوں سے رشتہ موانست قائم کرنا چاہتے تھے۔ جرمن مذہب میں اس وقت تک دس لاکھ جرمن شامل ہو چکے ہیں۔ ان کا نعرہ یہ ہے۔ کہ "صرف ایک مقدس سرزمین ہے۔ اور وہ جرمنی ہے" ایک جلسہ میں اس تحریک کے لیڈر نے اعلان کیا کہ جرمن مذہب کی تحریک جرمن قوم کی روحانیت کی مظہر ہے۔ ہمارے عظیم الشان لیڈروں کی ذات میں خدا خود ظاہر ہوا ہے۔ اور ہم عیسائیت کو قومی اتحاد کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں

الہ آباد ۲۸ اپریل۔ سردار پٹیل نے یو۔ پی۔ کسان کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے کہا۔ کہ جس وقت تک کسان اپنی تکلیفات کا خود احساس نہ کریں۔ اور ان کو رفع کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اس وقت تک ان کی خوش قسمتی کی بحالی کی کوئی امید نہیں۔ جو لوگ دیہاتیوں کی اصلاح کے لئے آتے ہیں دیہاتی ان سے میل جول نہیں رکھتے۔ اور وہ ہر ایک سے ڈرتے ہیں۔ ان کو چاہئے۔ کہ بے دھڑک ہوں۔ اور اپنی تنظیم کر کے اپنی مشکلات کو رفع کرنے کے لئے خود کوشش کریں کانفرنس میں ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ چونکہ زمیندار ہی کسانوں کی مصیبت کا موجب ہیں اس لئے انہیں عوضانہ دیکر زمینداره سسٹم موقوف کر دیا جائے۔ اور کسانوں کا براہ راست حکومت سے تعلق قائم کر دیا جائے۔

ڈبلن ۲۷ اپریل۔ آئرش جمہوری فوج کے لیڈر کو فوجی عدالت نے چھ ماہ قید کی سزا دی ہے۔ اس فوج کا مقصد اہل برطانیہ کو آئرلینڈ سے نکالنا ہے۔ لیڈر مذکور نے عدالت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

صوفیا ۲۷ اپریل۔ سابق وزیر اعظم اور دیگر ارکان حکومت جو سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر نظر بند تھے۔ رہا کر دیئے گئے ہیں۔

لندن ۲۸ اپریل۔ سر سیموئل ہور وزیر ہند کی صحت اب بحال ہو رہی ہے۔ آپ چند روز میں تبدیل آب و ہوا کے لئے لندن سے باہر جانے والے ہیں۔

پیرس ۲۷ اپریل۔ جیل میں سو قیدیوں نے خوفناک بغاوت کر دی۔ جو اس طرح شروع ہوئی۔ کہ ایک قیدی نے وارڈر پر حملہ کرنا چاہا۔ اس پر وارڈر نے اس کے سینے میں گولی مار دی۔ اس سے مشتعل ہو کر قیدیوں نے خوفناک بغاوت کر دی۔ تفاصیل ہنوز موصول نہیں ہوئیں۔

لندن ۲۸ اپریل۔ شہنشاہ معظم کے حکم کے ماتحت کیولری کے باوردی سکواڈرن جوبلی کے دن سینٹ پال گرجا کو جاتے ہوئے جلوس کے ہمراہ ہونگے۔ لارڈ چیمبرلین نے جوبلی کا پروگرام ملک معظم کی منظوری کے لئے آپ کے سامنے پیش کر دیا آپ اپنی رعایا کے جذبات سے اس قدر متاثر ہو گئے ہیں۔ کہ آپ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ شاہی جلوس کی شان و شوکت کی روایات کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

لندن ۲۷ اپریل۔ حکومت جرمنی کی آب دوز کشتیاں میدان عمل میں آگئی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کا وزن ۲۵۰ ٹن ہے۔ برطانوی حکومت اس باب میں برطانوی سفیر متعینہ برلن کو لکھ رہی ہے۔ اور اس امر پر غور کر رہی ہے۔ کہ برطانوی اور جرمنی نمائندوں میں مئی کے دوسرے ہفتہ میں بحری معاملات کے متعلق جو گفتگو ہو رہی ہے۔ اس پر جرمنی کے اس اقدام کا کیا اثر پڑے گا۔ یاد رہے کہ معاہدہ ورسائی کے رُو سے جرمنی کو آب دوز کشتیاں رکھنے کی ممانعت ہے۔

سرکاری رپورٹ کے مطابق امسال ہندوستان میں سوا دس کروڑ بوری گندم پیدا ہوگی۔ پنجاب کی گندم کا اندازہ چار کروڑ بوری ہے۔ جہاں ابھی گذشتہ سال کی پچاس لاکھ بوری پڑی ہوئی ہے۔

کراچی ۲۰ اپریل۔ عالم اسلام کانفرنس یروشلم کے صدر نے کراچی ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے نام ایک تار کے ذریعہ اظہار ہمدردی کیا ہے اور لکھا ہے۔ کہ مسٹر لین کے لئے مسجد اقصےٰ میں غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی ہے۔

گوجرانوالہ ۲۸ اپریل۔ ۲۷ اپریل شام دوپہر کا واقعہ ہے۔ کہ موضع لدھیوالہ ورائچ جو گوجرانوالہ شہر سے قریباً چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ایک مسلمان زمیندار نے فصل کاٹنے کے لئے بہت سے زمینداروں کو جمع کیا۔ جن کے کھانے کے لئے گائے ذبح کی گئی۔ اس پر وہاں کے سکھوں نے ادھر ادھر کے سکھوں کو جمع کر لیا۔ اور لاٹھیوں۔ چھویوں اور کلہاڑیوں سے مسلح ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے آ گئے۔ پولیس نے موقعہ پر پہونچ کر صورت حالات پر قابو پا لیا۔ ۲۵ سکھوں اور ۹ مسلمانوں کو پولیس گرفتار کر کے گوجرانوالہ لے آئی ہے

جنگ عظیم کے بعد دول مغربی نے درہ دانیال کے تحفظ کی ضمانت دی تھی۔ جس کا کفیل جمعیۃ الاقوام کو قرار دیا گیا تھا مگر اب جرمنی اور جاپان نے جمعیۃ کی بے بسی کو واضح کر دیا ہے اور یورپ کی ہر قوم جنگ کی زبردست تیاریوں میں مصروف ہے اسلئے حکومت ترکی نے مطالبہ کیا ہے۔ کہ اسے آبنائے کے ساحلوں پر قلعے تعمیر کرنے کا حق دیا جائے۔ تاکہ ترک سمندر کی طرف سے اپنے دشمنوں کے حملوں کی مدافعت کے قابل ہو سکیں۔

بنارس ۲۷ اپریل۔ کانگریس سوشلسٹ پارٹی کے لیڈروں نے ایک اعلان کیا ہے۔ جس میں انڈیا بل کے متعلق کانگریسی پالیسی کا مضحکہ اڑایا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ کمیونل ایوارڈ کے متعلق کانگریس کی خاموشی منحوس معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آخر الامر نئے دستور اساسی پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے گی۔

لندن (بذریعہ ڈاک) قطب جنوبی کی تحقیقات کرنے والی ایک پارٹی کے رئیس نے اپنے سفر کے حالات شائع کئے ہیں۔ اور لکھا ہے۔ کہ قطب جنوبی ایک میل فی سال کی رفتار سے آسٹریلیا کے نزدیک آتا جا رہا ہے۔ اگر اس طرف بڑھنے والے برفانی خطے اسی طرح آگے بڑھتے رہے۔ تو وہ وقت بھی آ جائے گا۔ جب تمام دُنیا میں برف ہی برف ہو جائے گی؛

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی